بسم اللہ الرحمن الرحیم
میلاد النبی ﷺ
عید کیوں؟
محمد فیض احمد اویسی

......فہرست مضمون......

......فہرست مضمون......

آہ!............حضور فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ

آج وہ شخصیات بہت کم نظر آتی ہیں جن کے رگ و پے میں مستی کردار خون کی طرح محو گردش ہو جن کا قلب عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار جن کی صورت وسیرت سنت نبوی کی عملی تصویر ہوں جن کا کردار وگفتار اللہ کی برہان جو مسند تدریس کی زینت ہوں یا مسند ارشاد کا فخر یا تصنیف وتالیف کی جان بہر صورت اپنے فرض کمالات کے خوشہ چینوں کو دنیا کی امامت کے پیش نظر صداقت ،عدالت، سخاوت، شجاعت، اور حق گوئی و بیباکی جیسے اوصاف سے متصف دیکھنے کے خواہاں ہوں، تاریخ گواہ ہے کہ جب تک بلند نگاہ، دلنواز سخن، ہر سوز جاں قہاری وغفاری اور قدوسی وجبروتی صفات سے مزین ہر کاروان امت مسلمہ میسر رہے۔امت بحفاظت تمام سوئے منزل محو خرام رہی لیکن جونہی وہ نظروں سے اوجھل ہوئے سفینہ امت گرداب بلا میں ہچکولے کھانے لگا۔

نابغہ عصر حضور فیض ملت مفسر قرآن حضرت اُستاذ العلماء علامہ محمد فیض احمد اُویسی قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بھی ایسی ہی شخصیات میں ہوتا ہے۔

اللہ جل جلالہ نے آپ کے دامن شخصیت کو بے شمار محاسن اور خوبیوں کے گوہر پائے آبدار سے لبریز کر رکھا تھا۔آپ بیک وقت مفکر، مفسر، محدث، مبلغ، محقق، مصنف، بہترین خطیب، حافظ، دنیائے اسلام کے روحانی پیشواء سچائی کے خوگر، امن وآشتی کے پیامبر، اخلاق نبوی علم وفضل کمال اور عجز وانکساری کے پیکر تھے۔غیرت اسلام، مہمان نوازی، قناعت، وضع داری ژرف

نگاہیں، گفتگو میں شیرینی، ارست فکر، صبر و رضا، حلم وحیاء، زہد وتقویٰ بھی آپ کے گلشن کے مہکتے پھول تھے۔فی الجملہ حضور فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ ایک ہمہ جہت شخصیت تھے۔جس سمت سے دیکھا باکمال نظر آئے۔اپنی ذات میں خود انجمن تھے۔وہ کام جو بہت سی تنظیمیں مل کر نہ کر سکتی تھیں حضور فیض ملت نے اللہ کے فضل وکرم سے بطفیل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکیلے کر دکھایا۔آج کوئی مدرس ہو یا مقرر ہو یا مناظر ہو یا متقی ہو حضور فیض ملت کی ہر موضوع پر لکھی ہوئی کتابوں سے باسانی رہنمائی حاصل کر سکتا ہے۔

آپ کے روشن کردار میں حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز کا عالمانہ کردار نظر آتا تھا۔یقیناً آپ کی جدائی سے عالم اسلام علیہ خداوندی سے محروم ہو گیا وہ سایہ جو امت مسلمہ پر افگن تھا اُٹھ گیا۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ابوالفاروق فقیر محمد رفیق نقشبندی پیرخانوی
سرائے عالمگیر ضلع گجرات

پیش لفظ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

فقیر اویسی غفرلہ نے اس سے قبل میلاد شریف کے اثبات اور سلام وقیام اور جلوس کے متعلق "غوث العباد" لکھ چکا ہے۔ یہاں صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ ہم اس تقریب کو "عید سے تعبیر کرتے ہیں" اس کی وجہ ظاہر ہے کہ!

وجہ تسمیہ ربیع الاول:

ربیع الاول ہمارے اسلامی سال کا تیسرا مہینہ ہے۔ ربیع کے اصل معنی اس موسم سے متعلق ہیں جس میں زمین بارش کی وجہ سے سرسبز وشاداب ہو جاتی ہے یعنی موسم بہار ظاہری طور پر چونکہ ابتدائے زمانہ میں کچھ دنوں تک موسم بہار اسی مہینہ میں پڑا۔ اس لئے اس کا نام ربیع الاول رکھا گیا۔

ماہ بہار:

روحانی معنوی طور پر یہ مہینہ "ماہ ربیع وموسم بہار" اس لئے قرار دیا گیا ہے کہ اس میں حبیب خدا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمت مجسم بن کر تشریف لائے۔ انوار کی بارش ہوئی۔ تمام کائنات پر بہار چھا گئی اور تاریکی وخزاں کا دور ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔

شرافت وبزرگی:

اس مہینے کا سب سے زیادہ اور بزرگ شرف یہ ہے کہ حضور پرنور رحمت عالم ﷺ

نے اس مہینہ میں اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس خاکدان عالم کو مشرف فرمایا۔ جن کے ظہور کے سبب تمام جہاں پیدا کئے گئے اور آپ کی امت خیر امتہ کے شرف سے ممتاز فرمائی گئی۔ اور اسی مہینے میں آپ بقائے الٰہی کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ شرف سب مہینوں پر سبقت لے گیا۔ اس سارے مہینے میں بالعموم اور 12 ربیع الاول کو بالخصوص تمام ممالک کے باذوق وصحیح العقیدہ مسلمان میلاد النبی ﷺ کی تقریب سعید مناتے ہیں۔ جگہ جگہ محافل میلاد ومجالس ذکر ودرود کا انعقاد ہوتا ہے۔ قریہ قریہ عظیم الشان جلوس نکالے جاتے ہیں۔ بڑے وسیع پیمانے پر خیرات ہوتی ہے۔ طعام وشرینی کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اور ذکر مصطفوی کے اعزاز وشوکت کے لئے محافل وجلوس کی زیب وزینت سے بارگاہ رسالت میں عقیدت کے پھول پیش کر کے محبت ونیازمندی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اور حساس علماء وصاحب دل عوام سیرت نبوی وتعلیم محمدی کی روشنی سے اپنی گفتار وکردار کو آراستہ کرتے ہیں اور شکر خداوندی بجالاتے ہیں انہی وجوہ سے اس تقریب کو لفظاً عید (خوشی) سے تعبیر کیا جاتا ہے اور شرعی مسائل میں ہزاروں تعبیریں ایسی ہیں جنہیں معمولی مناسبت کی وجہ سے شرعی اصطلاحات کے الفاظ کا ان پر اطلاق کیا جاتا ہے اور یہ ہر مکتب فکر میں جاری وساری ہے۔ (سوائے عقائد کے اصطلاحی الفاظ کے) لیکن چونکہ دیوبندی مکتب فکر کے لوگ ہمیشہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وعظمت گھٹانے کی فکر میں رہتے ہیں اسی لئے جب بھی آپ کے متعلق کوئی کام کیا جائے گا تو فوراً اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے حرام، حرام۔ بدعت، بدعت کی رٹ لگانا شروع ہو جائیں گے۔ لیکن جب ضرورت پڑے گی تو شامل بھی ہو جائیں گے۔ آزما کر دیکھ لیجئے۔

مقدمہ

بارہ ربیع الاول یوم عید کیوں؟

فقیر اویسی غفرلہ نے پہلے عرض کیا ہے کہ ہمارا اطلاق لفظ عید لفظاً ہے اور پھر اس دن کی خوش بھی بتائی ہے کہ واقعی یہ یوم السعید ہے اس لئے کہ

آج کا دن انسانیت کی تاریخ کا ایک انوکھا دن ہے۔

آج کا دن اس بے نظیر اور بے عدیل پیغمبر کے میلاد کا دن ہے۔

جس نے آدمی کو گمراہیوں اور ذلتوں کی پستی سے نکال کر شاہیوں اور عظمتوں کی بلندی پر پہنچا دیا ہے۔

وہ عرب جہاں ایک سر نہ جانے کتنے بتوں کے آگے جھکا کرتا تھا۔ وحدہٗ لا شریک کا والہ وشیدا بن گیا۔

جن کی عقل پر پتھر پڑے ہوئے ان کے دل آئینے سے زیادہ صاف اور شفاف ہو گئے۔

جن کے ہاتھ بے دریغ ایک دوسرے کی گردن دبوچتے تھے۔ چار کھونٹ عالم میں مساوات اور اخوت کا پرچم لہرانے لگے۔

آج کا دن وہ آیا جس نے دنیا کو توحید کا درس دیا۔ جس نے بتایا کہ نہ خدا کسی کا باپ ہے اور نہ کوئی خدا کا بیٹا ہے۔ وہ کسی کے جسم میں نہیں اترتا وہ سب کا پالن ہار ہے سورج چاند اور ستاروں کی پوجا نہ کرو یہ دل کے اندھیرے کے سواء کچھ نہیں ہے پہاڑوں اور دریاؤں کے آگے نہ جھکو۔ اس سے فتنوں کے سواء کچھ نہ اٹھے گا۔ بتوں پر

آدمیوں کو بھینٹ نہ چڑھاؤ اس سے آدمیت کا سینہ ہمیشہ لہولہان رہے گا۔

آج کا دن اس کی ولادت کا دن ہے۔ جس نے مژدہ دیا کہ ساری مخلوق خدا کی ہے کوئی کسی پر فوقیت نہ ڈھونڈے کوئی گورا ہو یا کوئی کالا۔ چھوٹا ہو یا کوئی بڑا۔ سب خدا کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی ہیں بڑائی رنگ اور نسل سے نہیں ہے بلکہ نیکی سے ہے۔ بڑائی چاہتے ہو تو نیکی کو اپناؤ۔ اس کے سواء جو کچھ ہے وہ محض شناختی کے لئے ہے۔ اس میں کوئی فخر نہیں ہے۔ بڑائی نیکی سے ہے اور نیکی ایمان کے تحت ہے اور مسلمان ایمان اور عمل کا حسین امتزاج ہے۔

آج کا دن اس کی عید میلاد کا دن ہے جس نے سچ مچ آدمی کو اشرف المخلوقات ہونے کا شعور بخشا۔ جس نے اعلان کیا کہ اے لوگو! میں تم میں سے ہوں میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں کہ کوئی مجھ سے ڈرے میں تو قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہوں آدمی کے آگے آدمی کا جھکنا توہین ہے آدمی کا شرف یہ ہے کہ وہ صرف ایک خدا کے آگے سجدہ ریز ہو۔

آج کے دن اس رحمت کا ظہور ہوا جس سے پہلے آدمی کا چہرہ ذلت کی چادر میں چھپا ہوا تھا۔ آدمی کی آنکھیں اپنے سواء کسی کو نہیں دیکھتی تھیں۔ آدمی کا دل کسی کے دکھ سے نہیں دھڑکتا تھا آدمی کے پاؤں "صراط مستقیم" سے واقف نہیں تھے۔ ہر طرف گمراہی اور تباہی تھی۔ یہاں وہاں وہم کے بت خانے اور ضعیف الاعتقادی کے ٹھکانے تھے۔ کفر کے اندھیرے اور شرک کے بسیرے تھے۔

آج کا دن اس غمخوار اولادِ آدم نے یہاں قدم رنجہ کیا جس کے سر پر باپ کا سایہ نہ تھا۔ جس کی زندگی صرف چھ برس کی عمر میں ماں کی گود سے محروم ہو گئی لیکن جس

نے اپنے پرائے کا دکھ اٹھایا۔ دشمن کو بھی گلے سے لگایا۔ غالب ہوا اور مغلوب کو معاف کر دیا۔ دنیا کو امن کی دولت سے مالا مال کر دیا۔ دلوں کو محبت کے جذبے سے بھر دیا۔

آج کا دن وہ مبارک دن ہے جس دن دلوں سے کدورتوں کو دھوڈالنے والا پیدا ہوا۔ جس نے صدیوں سے بچھڑے ہوؤں کو ملایا۔ جس نے دشمنوں کو آپس میں بھائی بھائی بنایا۔ جس نے امیر وغریب کے فرق کو مٹایا جس نے بھوکوں کا پیٹ بھرا اور ننگوں کا تن ڈھانپا جس نے مسافروں اور ہمسایوں سے ہمدردی کا درس دیا جس نے اپنے پرائے سے نیک سلوک کی تاکید کی۔

آج کا دن اولاد آدم کے لئے کھوئی ہوئی جنت کو پانے کا دن محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت کا دن ہے جس کو خود خدا نے صاحب خلق عظیم کہا ہے۔ جس کو خدا نے دنیائے اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لئے بھیجا۔ آج اس کا جشن میلاد ہے جس کا قرآن کی زبان میں ارشاد ہے۔ ”جہالت سے کنارا کرو جان بوجھ کر اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ ظلم نہ کرو۔ خدا ظالموں پر لعنت بھیجتا ہے۔ عدل اور انصاف کو نہ چھوڑو۔ قول اور قسم کو نہ توڑو۔ جوا نہ کھیلو شراب نہ پیو۔ ناپ اور تول میں کمی نہ کرو۔ حد سے نہ بڑھو۔ خلق کے ساتھ احسان کرو“۔

ان وجوہ کی بناء پر اگر اس دن کو ”لفظاً“ یوم عید کہا گیا تو شرعاً کوئی حرج نہیں بلکہ ایسی عید پر تو کروڑوں عیدیں قربان کی جائیں تو بجا ہے۔

نثار تیری چہل پہل پہ ہزاروں عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

اسی لئے امام اہلسنت مجدد دین وملت شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا شاہ احمد

رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے لکھا ہے۔

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے
خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے
رہے گا یوں ہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں گے جل جانے والے

قرآن مجید:

عید شرعی کی اصطلاح کے علاوہ قران مجید میں ایک خوشی کی تقریب پر لفظ عید کا اطلاق ہوا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

قال عيسى ابن مريم اللهم ربنا انزل علينا مائدة من السماء تكون لنا عيدا لاولنا وأخرنا وأية منك ج وارزقنا وانت خير الرزقين

ترجمہ:...... عرض کیا عیسیٰ بیٹے مریم نے اے اللہ، اے پالنے والے، ہمارے اتار تو ہمارے اوپر دستر خوان آسمان سے کہ ہو جاوے وہ عید، واسطے اگلوں کے ہمارے اور واسطے پچھلوں کے اور نشانی تری طرف سے اور روزی دے ہم کو تو تمام روزی والوں سے اچھا روزی دینے والا ہے۔

تفسیر:

اس سے ثابت ہوا کہ جس دن یا جس تاریخ میں اللہ تعالیٰ کی کوئی خاص نعمت بندوں کو ملی ہو، اس دن یا اس تاریخ کو عید بنالینا ہمیشہ اس دن یا اس تاریخ کو عبادات کرنا، خوشیاں منانا سنت انبیاء (علیٰ نبینا وعلیہم السلام) ہے۔

فائدہ:

تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِّأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا سے ثابت ہوا کہ جو نعمت ایک بار نصیب ہو جائے۔ اس کی یاد تازہ کرنے کے لئے ہر سال خوشی و فرحت کا اظہار شرعاً جائز ہے۔ مثلاً مائدہ (دستر خوان) تو ایک بار آیا مگر جناب عیسیٰ علیہ السلام نے ہمیشہ کے لئے اس دن کو عید قرار دیا، یا قرآن مجید ایک بار ماہ رمضان میں اترا ایک بار شب قدر میں قرآن کریم آیا مگر تا قیامت یہ ماہ یہ رات تاریخی بن گئی۔ اس میں عبادات کی جاتی ہیں لہٰذا عید میلاد یا عید معراج منانا سنت سے ثابت ہے۔

ازالہ وہم:

اس سے یہ وہم نہ ہو کہ یہ آیت تو عیسوی شریعت کے متعلق ہے ہم اس کے مکلف نہیں اور یہی حربہ ہر جگہ استعمال ہوتا ہے ورنہ ماہر شریعت کو معلوم ہے کہ سابقہ اُمم کے مسائل کے ہم مکلف نہیں لیکن ان کے مسائل و ادلّہ ہم اپنے مسائل پر منطبق کر سکتے ہیں بشرطیکہ وہ شریعت اسلامیہ کے منافی نہ ہوں تحقیق و دلائل فقیر کی کتاب احسن البیان جلد دوم میں ہے اور جب امم سابقہ کے مسائل ہمارے مسائل سے موافق ہوں تو ان پر عمل کرنا مستحب اور ان سے استدلال مستحسن ہے جیسا کہ نور الانوار۔ شروح حسامی۔ تلویح توضیح و دیگر کتب اصول فقہ میں مصرح ہے۔

خلاصہ یہ کہ نعمت خداوندی کے حصول پر اظہار مسرت کا نام خوشی ہے اور عید کے اطلاق کے لئے قرآن مجید کی آیت سے واضح طور پر جواز کا ثبوت ملا۔

فخر الدین رازی کا استدلال:

اس آیت اور امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے ثابت ہوا کہ حصول نعمت کے دن کو ہمیشہ کے لئے عید بنا لینا شعار اسلام سے ہے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم کے لئے یہی دن نہایت معظم سمجھا جاتا ہے اور اہل دانش خوب جانتے ہیں کہ اس روز کی عظمت صرف اس وجہ سے تھی کہ ان کو اس دن نعمت نصیب ہوئی اور امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو جو نعمت ملی اس کی ادائیگی شکر میں وہ جتنا ہی ناز کرے کم ہے۔ اور جس امر کو آیت مذکورہ میں علت بنایا گیا ہے وہ یہاں بھی موجود ہے۔ یعنی حصول نعمت اور پھر اسے پہلوں اور پچھلوں کے لئے عید بنانا ہمارے مقصود کی تائید ہے۔

معمول رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

بلکہ حضور سرور عالم ﷺ کا اپنا معمول یہی تھا کہ نعمت کے حصول پر خوشی فرمائی۔

جب حضور سرور عالم ﷺ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو یہود کو عاشورہ کے دن روزہ رکھتے دیکھ کر ان سے پوچھا کہ تم اس روز کیوں روزہ رکھتے ہو تو انہوں نے کہا:

ھذا یوم عظیم انجی الله فیه موسیٰ و قومه و غرق فرعون و قومه فصام موسیٰ شکراً نحن نصومه

یہ بہت بڑا دن ہے اس لئے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان

کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا۔ اسی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا شکرانہ ادا کرتے ہوئے روزہ رکھا۔ ہم بھی ان کی اقتدا کرتے ہوئے روزہ رکھتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا:

نحن احق واولیٰ بموسیٰ منکم

ہمیں موسیٰ علیہ السلام سے بہ نسبت تمہارے زیادہ مناسبت ہے

فصامه و امر بصيامه

پھر آپ نے روزہ رکھا اور امت کو روزے کا حکم دیا۔ یہ حدیث شریف بخاری و مسلم میں ہے۔

غور فرمایئے:

فرعون کو غرق ہوئے کتنا طویل عرصہ گزر گیا لیکن چونکہ اس کے غرق ہونے پر موسیٰ علیہ السلام نے نعمت پائی۔ تو ان کی نعمت یابی پر ہمارے پیارے رسول اللہ ﷺ نے اظہار خوشی پر فرمایا

نحن احق بموسیٰ

ہم ہی موسیٰ علیہ السلام کے لئے اظہار مسرت (شکریہ) کے زیادہ حقدار ہیں۔

حدیث شریف میں عید کا اطلاق

قرآن مجید کے بعد حدیث پاک میں بھی عید کا اطلاق یوں آیا ہے:

عن ابن عباس انه قراء اليوم اكملت لكم دينكم (الاية) وعنده يهودى فقال لو نزلت هذا الآيته علينا لاتخذنا ها عيدا

فقال ابن عباس فانها نزلت فى يوم عيدين فى يوم جمعة ويوم عرفة (رواه الترمذى) فقال هذا حديث حسن غريب

(مشکوٰۃ ص ۱۲۱)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے یہ آیت پڑھی الیوم اکملت لکم دینکم (یعنی آج کے دن میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا ہے) اور آپ کے پاس ایک یہودی تھا۔ پس یہودی نے (یہ سن کر) کہا کہ اگر یہ آیت ہمارے اوپر نازل ہوتی تو ہم اس روز عید مناتے۔ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تحقیق یہ آیت مبارکہ دو عیدوں کے دن نازل ہوتی ہے۔ یعنی جمعۃ المبارک کا دن اور عرفات کا دن۔

(رواہ الترمذی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا استدلال:

مذکورہ بالا بیان میں حبر الامۃ ترجمان القرآن سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا استدلال صحاح کی روایت سے ہے جس سے واضح ہوا کہ اسلام تنگ ظرف نہیں بلکہ وسعت رکھتا ہے۔ اب سیدنا امیر المومنین عمر بن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا استدلال بھی پڑھیئے۔

فائدہ: ..... ''یہ تو ظاہر ہے کہ آیت ھذا ایک نعمت عظمیٰ ہے جس کی وجہ سے یہود نے رشک کرتے ہوئے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو طنزاً سوال کیا لیکن خلیفۃ المسلمین رضی اللہ عنہ نے مخالف کو بھی ساکت کر دیا اور زمانہ حال کا مسئلہ بھی حل کر دیا کہ جس روز کوئی نعمت ملے وہ ہمارے لئے عید کا دن ہے۔ اور شکر الٰہی کی بجا آوری کا روز جیسا کہ

صاحب روح البیان صفحہ 530 اسی آیت کے تحت شان نزول نقل کر کے لکھتے ہیں:

اشار عمر الی ان ذالك الیوم کان عید النا

یعنی حضرت عمر نے یہ مسئلہ یوں سمجھایا کہ یہ دن ہمارے لئے عید کا روز ہے

اور بتائیے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہود کے سوال کو کس طرح رد فرمایا اور وہ جواب اہل سنت کے لئے کس طرح مؤید بن گیا۔

اب بھلا ان بھلے مانسوں کو کون سمجھائے کہ بندگان خدا صرف ایک آیت جب ایک بڑی نعمت ہے اور اس پر اظہار خوشی کو صحابہ کرام عید بتا رہے ہیں تو پھر تم کون لگتے ہو روکنے والے۔ ہاں یہ علیحدہ بات ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جس دین کو ہمارے حوالے کیا ہے اس کے تم مخالف ہو۔

سراسر نعمت ہی نعمت:

قرآن کی یہ آیت اور وہ کن کے صدقے ملی کوئی مانتے نہ مانے لیکن حق کا طالب تو عقیدہ رکھتا ہے کہ ﷺ سراپا نعمت ہیں بلکہ حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی ایک ایسی نعمت عظمیٰ ہیں کہ جن کو خود خالق کائنات نے مجسمہ نعمت بتایا ہے۔

چنانچہ قرآن کریم میں جا بجا اس امر کی تصریح موجود ہے۔

۱۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنین پر بڑا احسان فرمایا اس لئے کہ ان میں رسول بھی بھیجا۔

فائدہ:

غور فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ نے بے شمار نعمتوں سے ہمیں نوازا لیکن اس کے باوجود اس نے کبھی احسان نہیں جتایا لیکن نبی پاک اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری پر احسان عظیم ظاہر فرمایا تو پھر ہمیں اس کے احسان کا نام عید رکھنے میں شرعی قباحت کون سی ہے؟

۲۔ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

بہر حال اللہ تعالیٰ کی نعمت زیادہ سے زیادہ بیان کرو۔

تفسیر:

اس آیت میں نعمت ربانی کا ذکر کیسے کھلے الفاظ میں بیان کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اسے تحدیث سے تعبیر کیا گیا۔ جیسے کوئی بات کسی دوسرے کو ذکر کرنے کے معنے میں آتا ہے۔ یعنی صرف گھروں میں بیٹھ کر کسی دوسرے کو نہ سناؤ اور نہ ہی صرف گھروں میں بیٹھ کر تسبیح ہلاتے رہو بلکہ کھلے میدانوں میں نعمت ربانی کا مظاہرہ کرو۔ تا کہ منکرین اسلام کو بانی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان وشوکت معلوم ہو۔ مزید تفصیل فقیر کے رسالہ ''تحیط'' میں ہے۔

۳۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

التحدیث بنعمة الله شکر و ترکه رواه محی السنة فی تفسیره معالم التنزیل تحت آیت و اما بنعمة ربك فحدث

توضیح اویسی:

اللہ کی نعمت کا تذکرہ شکر ہے اور اس کا ترک کفران نعمت اس حدیث سے

اظہارِ مسرت برنعمت کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ نعمت کو کھلے لفظوں میں بیان کرو۔ اگر اسے ترک کر دیا گیا تو ناشکرے سمجھے جاؤ گے بارہویں کے دن عید جیسا سماں بنا کر امتی اپنے خلوص کا ثبوت ہر طرح پیش کرتا ہے مثلاً زبان سے صلوٰۃ والسلام۔ مال سے خوش لباس پہن کر خدا تعالیٰ کی دی ہوئی سواری پر سوار ہو کر لوگوں کو نعمتوں کے عطیے کا مظاہرہ کرتا ہے لیکن وہ ناشکرا جو اس دن گھر میں بیٹھ کر تیوری منہ میں لگائے ہوئے الٹی ایسی خرافات بکتا ہے جسے سن کر شرماتے ہیں یہود و ہنود۔

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کروڑوں شب قدر سے بڑھ کر

ہمارا عقیدہ ہے کہ

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

وہ جان ہیں جہان کی، جان نہیں تو جہان نہیں

یہی وجہ ہے کہ کل کائنات کی کل نعمتیں حضور علیہ السلام کا صدقہ اور طفیل ہیں اور ہر نعمت کے کے اظہار کے لئے اوقات مقرر ہیں مثلاً قرآن مجید کی نعمت کے اظہار مسرت کا وقت لیلۃ القدر ہے۔ تو رسول اللہ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ظہور کا وقت لیلۃ المیلاد۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آیۃ نمبر ۳۔ وذکرھم بایام اللہ

یعنی ان کو اللہ تعالیٰ کے دن یاد دلاؤ

فائدہ: ......ابن جریر، خازن، مدارک، مفردات وتفسیر کبیر میں ہے کہ ایام اللہ سے وہ واقعات مراد ہیں جو ان دنوں میں واقع ہوئے۔ اہل ایمان غور فرمائیں کہ نبی اکرم ﷺ کے ظہور سے بڑھ کر اور کونسا عظیم واقعہ ہوگا کہ جس میں ایوان کسریٰ شق ہوا اور بت منہ

کے بل گر گئے۔ اور فارس کے آتش خانے بجھ گئے۔ اور ساوہ رود جاری ہو پڑا اور آسمان سے ستارے زمین پر اتر پڑے۔ خود کعبۃ اللہ شکرانے کے لئے سجدہ ریز تھا وغیرہ وغیرہ۔ میلاد کے دن سے اور کون سا بڑا دن ہوگا۔ اسی سے شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے یوم میلاد کو شب قدر اور شب برات سے بھی افضل بتایا ہے۔ اور مولانا عبدالحئی لکھنوی نے اپنے فتاویٰ عبدالحئی ص ۹ ج ۳ میں لکھا ہے کہ:

قلنا انه ولد ليلاً فتلك الليلة افضل من ليلة القدر بلاشبهة اور امام حجر سے نقل کر کے لکھتے ہیں وقال الشيخ المحدث الحافظ ابن حجر الازمنة والامكنة تتشرف بشرف من يكون فيها (الىٰ ان قال) وكذاقال بعضهم ان ليلة مولده الله صلى الله عليه وآله وسلم افضل من ليلة القدر ص ٩ ج ٣۔

نتیجہ: اس معنی پر بھی اگر کوئی میلاد کو عید سے رد کرتا ہے تو پھر شوم بخت ہے۔

اقوال علماء کرام:

حضرت الامام والعلامہ مولانا محمد اسماعیل حقی حنفی قدس سرہٗ نے اپنی معروف ومشہور تفسیر روح البیان ص ج مطبوع قدیم تحت آیت "عید الاولنا وآخرنا" لکھا ہے کہ

ان الاعياد اربعة لاربعة اقوام احدها عيد قوم ابراهيم كسر الاصنام حين خرج قومه الىٰ عيد لهم والعيد الثانى عيد قوم موسىٰ واليه الاشارة بقوله تعالىٰ فى سورة طٰهٰ قال موعدكم يوم الزينته والعيد الثالث عيد قوم عيسىٰ واليه

الاشارة بقوله تعالیٰ ربنا انزل علینا مائدة الآیة والعید الرابع عید محمد علیه السلام وهو ثلاثة عید یتکرر کل اسبوع و عید ان یاتیان فی کل عام مرة من غیر تکرر فی السنة فاما العید المتکرر فهو یوم الجمعة وهو عید الاسبوع

چار عیدیں چار قوموں کو نصیب ہوئیں۔

۱......ابراہیم علیہ السلام کی قوم کی عید کہ جب وہ عید کے لئے چلے گئے تو ابراہیم علیہ السلام نے ان کے بت توڑ ڈالے۔

۲......موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی عید ان کی عید کی طرف اللہ تعالیٰ نے سورۃ طٰہٰ میں فرمایا " قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّينَةِ"

۳......عیسیٰ علیہ السلام کی قوم کی عید اس طرف اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا " ربنا انزل عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ۔

۴......حضور پاک ﷺ کی امت کی تین عیدیں ہیں۔(۱)۔ ہر ہفتہ میں ایک عید یعنی یوم الجمعہ، (۲)۔ سال میں دو دفعہ عید آتی ہے یعنی عید الفطر (۳) عید الاضحی

فائدہ:......مفسر اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے عید کی علت غائی بھی بتادی اور ساتھ ہی یہ بھی ظاہر فرمادیا کہ پہلے ادوار میں عیدین مقرر ہوتیں تو کیوں؟ آخر میں وہی بات بتائی جو فقیر عرض کر رہا ہے کہ شرعی اصطلاحی الفاظ کا دوسری نیکیوں (بالخصوص جن امور کو کسی نعمت سے تعلق ہو) پر اطلاق ہوسکتا ہے جیسے جمعہ کو تیسری عید کہا گیا۔

پھر اسی آیت کے آخر میں لکھتے ہیں کہ:

واجتمعت الامة علی هذا من لان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم الیٰ یومنا هذا بلا نکیر منکر فهذه اعیاد الدنیا تذکر اعیاد الآخرة وقد قیل کل یوم کان للمسلمین عید فی الدنیا فهو عیدلهم فی الجنته یجتمعون فیه علیٰ زیارة ربهم ویتجلی لهم فیوم الجمعة فی الجنته یدعی یوم المزید و یوم الفطر والاضحیٰ یجتمع اهل اجمعته فیهما للزیارة هذا العوام اهل الجنته واما خواصهم فکل یوم لهم عید یزورون ربهم کل یوم مرتین بکرة و عشیا والخواص کانت ایام الدنیا کلها لهم اعیاد افصارت ایامهم فی الآخرة کلها اعیادا اواما اخص الخواص فکل نفس عید لهم

ترجمہ:......بعض اہل دل فرماتے ہیں کہ دنیا میں مسلمان کا ہر دن جو یوم عید تھا۔ آخرت میں بھی وہی دن اہل اسلام کے لئے عید کا دن مقرر کیا جائے گا۔ اس لئے کہ اسی دن اہل اسلام اللہ تعالیٰ کی زیارت کے لئے جمع ہوں گے۔ اور اس دن اللہ تمام کو اپنے جلوہ خاص سے نوازے گا۔ بہشت میں جمعہ کو یوم المزید کہا جائے گا پھر وہ اہل جمعہ یوم الفطر و الاضحیٰ بھی اللہ تعالیٰ کی زیارت کے لئے حاضر ہوں گے۔ یہ عوام کے عیدوں کے ایام ہوں گے۔

اور خواص کا تو ہر دن عید کا دن ہوگا وہ ہر صبح و شام اللہ تعالیٰ کی زیارت سے سرشار ہوں گے۔ اس لئے کہ ایام دنیا کا ہر دن ان کے لئے یوم عید تھا تو آخرت میں

بھی ان کا ہر دن یوم عید ہوگا اور اخص الخاص کا تو ہر لحہ عید ہوگا۔

فائدہ: اس مضمون میں صاحب روح البیان رحمہ اللہ نے دو سے زائد عیدین فرمائیں نہ صرف ایک کا اضافہ کیا بلکہ لاکھوں کروڑوں بلکہ ان گنت عیدات کا ثبوت فراہم فرمادیا۔

عرب کا ایک مقولہ:

کتب سیر میں مندرجہ ذیل شعر بھی کئی عیدوں کی خبر دیتا ہے۔

عيدو عيد و عيد صعرن بجتمعا

عجه الحبيب و يوم العيد والجمعة

تین عیدیں جمع ہوگئیں۔۱۔محبوب کا دیدار۔۲۔یوم عید،۳۔جمعہ کا دن

فائدہ:...... دیکھئے اس شعر میں شرعی دو عیدوں پر دو دیگر عیدوں کی نشاندہی کی ہے جس سے ہمارا موضوع اور نکھر کر سامنے آگیا کہ پیار و محبت والوں کے لئے محبوب کا دیدار بھی عید سے کم نہیں بلکہ عشق کے زخمیوں کے لئے تو ہزاروں سے بہتر اور برتر ہے۔

پانچ عیدیں:

درۃ الناصحین صفحہ 263 میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحابی رسول) سے ہے کہ:

للمؤمنين خمسة اعياد الاول كل يوم يمر على المؤمن ولا يكتب عليه ذنب فهو يوم عيده والثاني اليوم الذي يخرج فيه من الدنيا بالايمان والشهادة العصمة من كبد الشيطان فهو

يوم عيده والثالث اليوم الذي يجاوز فيه الصراط ويامن من اهوال القيمة و يخلص من ايدى الخصوم والزبانية فهو يوم عيده والرابع اليوم الذي يدخل الجنة ويامن من الجحيم فهو يوم عيده والخامس اليوم الذي ينظر فيه الى ربه فهو يوم عيده.

مومنوں کے لئے پانچ عیدیں ہیں۔۱۔مومن پر دن گزرے اور اس کے گناہ نہ لکھے جائیں وہ اس کے لئے عید کا دن ہے، ۲۔دنیا سے ایمان اور شہادت کے ساتھ اور شیطان کے مکروفریب سے محفوظ روانہ ہو وہ بھی اس کے لئے عید کا دن ہے،۳۔پل صراط سے گزرے اور قیامت کے ڈر اور دشمنوں کے ہاتھ اور زبانوں سے مامون رہے وہ دن اس کے لئے عید ہے،۴۔جنت میں داخل ہو اور جہنم سے مامون ہو وہ دن اس کے لئے عید ہے،۵۔جس میں اپنے رب کا دیدار کرے وہ دن اس کے لئے عید ہے۔

فائدہ:...... طلب امر یہ بات ہے کہ اسلاف صالحین بلکہ اکابرین صحابہ رضی اللہ عنہم ان دو عیدوں کے علاوہ دیگر عیدوں کا مژدہ سنا گئے تو ان کو مخالفین کیا کہیں گے چاہیے یہ فتویٰ جیسے ہم پر صادر کرتے ہیں یہ اسلاف پر کر دکھلائیں تو؟

فقیر اویسی کا تجربہ:

فقیر اویسی غفرلہ نے مخالفین کو آزمایا ہے اور اہل انصاف بھی آزما کر دیکھیں کہ وہ امور جو رسالت مآب ﷺ یا اولیاء کرام کی تعظیم و تکریم اور یا ان سے منسوب یا اہلسنت کے معمولات کے ساتھ متعلق ہوں گے۔ ان کے لئے معمولی سی تغیر ہیت کذائیہ کو دیکھ کر شرک اور بدعت کا فتویٰ صادر کر کے پھر اسی مسئلہ کو اتنا اچھالیں گے کہ ان کے شور وغوغا

سے آسماں بھی پناہ مانگے۔ پھر وہی امور اگر ان کے اپنے معمولات سے متعلق یا اعمال صالحہ میں سے کسی عمل کی فضیلت اور ثواب پر دلالت کرے تو اس کے جواز پر اکتفا نہیں بلکہ اسے سنت بلکہ ان کا بس چلے تو واجب اور فرض ثابت کرنے میں پس وپیش نہ ہو۔ ان مجموعہ امور میں ایک یہی اطلاق عید بر تقریب سعید میلا د النبی ﷺ ہے کہ قارئین نے ان کی تصانیف و تقاریر اور نجی تحاریر میں پڑھا سنا ہوگا کہ میلا د النبی ﷺ کی تقریب سعید کو عید کہنے لکھنے پر کتنا زہر اگلتے ہیں لیکن ان سے کسی نیک عمل کے بارے میں خالی الذہن ہو کر پوچھ لیں کہ فلاں اعلیٰ اور بہتر عمل پر انسان کی خوشی ہو اور وہ اسے عید سے تعبیر کرے تو کیا حکم ہے۔ بے جھجک فرمائیں گے۔ جائز ہے اور رسول اللہ ﷺ کے لئے پوچھیں تو کہیں گے بدعت۔۔۔ فقیر اویسی نے جہاں ان کو میلا د النبی کو عید کہنے پر شرک و بدعت کے ڈوگر برساتے دیکھا وہاں یہ حوالہ بھی پڑھا اور ناظرین بھی پڑھ لیں وہ یہ کہ غیر مقلدین کے ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور نے وہی لکھا جو ہم نے درۃ الناصحین کے حوالہ سے لکھا کہ مؤمن کی پانچ عیدیں ہیں جس دن گناہ سے محفوظ رہے۔ جس دن دنیا سے ایمان سلامت لے جائے۔ جس دن پل صراط سے سلامتی سے گزر جائے۔ جس دن دوزخ سے بچ کر جنت میں داخل ہو، جب پروردگار کے دیدار و رضا سے بہرہ یاب ہو۔

(تنظیم اہلحدیث 17 مئی 1963ء)

نتیجہ:

اس پر وہ بھی یہی کہیں گے کہ یہاں پر عید سے لغوی معنی مراد ہے یعنی خوشی، اور ہم بھی کہتے ہیں کہ میلا د النبی ﷺ کی تقریب سعید بھی ہمارے نزدیک لغوی معنی

کے لحاظ سے ہے۔ اس پر شرعی معنی لے کر اسلام دشمنی کا ثبوت دینا ہے ورنہ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ "بوٹی حرام شوربا حلال" کہ اعمال صالحہ پر تو اطلاق عید جائز اور جن کے صدقے یہ اعمال نصیب ہوئے ان کے لئے حرام کیوں پھر ہم تمہیں کیوں نہ کہیں۔

ذکر رو کے فضل کا نے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

عید کی لغوی تحقیق:

عید کا لغوی معنی بھی ہے خوشی اور فرحت ومسرت چنانچہ!

۱۔۔۔۔امام اصفہانی رحمہ اللہ المفردات صفحہ 358 میں لکھتے ہیں کہ:

یستعمل العید فی کل یوم فیه مسرة

یعنی مسرت اور فرحت کے ہر یوم پر عید کا لفظ استعمال ہوتا ہے

۲۔۔۔۔حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری نے بھی مرقات شرح مشکوۃ صفحہ 213 میں بھی اسی طرح لکھا ہے:

۳۔۔۔امام بغوی معالم التنزیل (تفسیر القرآن) صفحہ 91 ج 2 میں لکھتے ہیں:

"العید یوم السرور سمی به للعود من الترح الی الفرح وهوا هم لما اعتدته ویعود الیك و سمی یوم الفطر والاضحی عید الانهما یعره ان فی کل سنة"

عید کا معنی خوشی کا دن ہے اسے عید اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں غم زائل ہو کر خوشی حاصل ہوتی ہے جسے ایک وقت کے لئے مقرر کیا جائے اور وہ بار بار لوٹے

اسی کا نام عید ہے۔اور یوم فطر اور اضحیٰ کو بھی اسی لئے عید کہا جاتا ہے کہ یہ دن ہر سال لوٹتے ہیں۔

فائدہ:......اہل انصاف غور فرمائیں کہ عید بار بار ہر سال میں ایک بار لغوی مناسبت سے شرعی معنیٰ کے خلاف نہیں لیکن جس کا دل اپنا خلاف ہے اس کا کیا علاج۔

میلاد النبی پر عید کے اطلاق کی تصریحات از علمائے اسلام

ذیل میں ان علماء کرام کی تصریحات پڑھیے جن کو مخالفین بھی بوقت ضرورت اپنا پیشوا مانتے ہیں:

۱......سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے ماثبت بالسنہ میں فرمایا ہے:

"فرحم الله امرء اتخذ ليالي شهر مولده المبارك عياداً"

اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جس نے حضور سرور عالم ﷺ کے میلاد شریف کی مبارک راتوں کو عیدین بنایا۔

۲......شارح بخاری امام احمد قسطلانی رحمۃ اللہ اپنی مشہور تصنیف مواہب لدنیہ میں بھی یہی الفاظ لکھتے ہیں۔

۳......حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے:

"لهذا شهر في الاسلام فضل و منقبة تفوق على الشهور ربيع في ربيع و نور فوق نور فوق نور"

ترجمہ: اس مہینے کو اسلام میں بڑی فضیلت اور تمام مہینوں پر فوقیت رکھتا ہے وہ بہار ہی بہار ہے اور نور ہی نور بلکہ نور علیٰ نور ہے۔

۴......مجمع البحار میں لکھا ہے:

فانه شهر امرنا باظهار الحبور فيه كل عام

یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں ہمیں ہر سال اظہار مسرت کا حکم ہے۔

فائدہ: کوئی بدقسمت خوشی کی بجائے رونا چاہتا ہے تو ہم کیوں روکیں۔

۵......علامہ شیخ محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"شهر الرور والبهجة مظهر منبع انوار الرحمة شهر ربيع الاول صلى الله عليه وآله وسلم لانه يشبه تجديد الماتم وقد نصوا على كراهيته كل عام لسيدنا الحسين مع انه ليس له اصل في امهات البلاد الاسلامية وقد تحاشو اعن اسمه في اعراس الاولياء فيكف به في سيد الاصفياء صلى الله تعالىٰ عليه وآله واصحابه وبارك وسلم.

(خاتمہ مجمع البحار)

خلاصہ یہ کہ اسلامی بلاد میں اس دن کی خوشی منائی جاتی ہے اور عید سے زیادہ اس دن کو فرح وسرور کا دن سمجھتے ہیں۔ (اور وفات کے نام سے سرور قلب وراحت روح کو مکدر کر کے ناگوار نہیں کرتے) بلکہ مسلمانوں کو طریقہ ادب تو ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ وہ اہل اللہ کی تاریخ ہائے وصال کو یوم عرس (شادی کا دن) کہتے ہیں۔ روز وفات نہیں کہتے۔ جب اولیاء کے جناب میں یہ ادب ہے تو امام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے روز ولادت کو روز وفات کہنا کس طرح گوارا ہو سکتا ہے۔

قرآن مجید سے ثبوت:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا محبوب نبی ﷺ تمہیں نصیب ہوا۔ فلہٰذا خوشیاں مناؤ چنانچہ فرمایا آپ کے متعلق:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ

ترجمہ: فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت ملنے پر سے خوشیاں منانا اس سے بہتر ہے جس کو وہ جمع کرتے ہیں۔

مخالفین کے قلم اور عمل سے

غیر مقلدین و دیو بندی، مودودی و دیگران ان کے ہمنوا حرام، حرام، ناجائز بھی کہتے جاتے ہیں اور پھر جائز بھی لکھتے ہیں۔ یہ بھی ہمارے نبی پاک شہ لولاک ﷺ کا معجزہ ہے کہ اپنے مناقب و کمالات و معجزات کا اعتراف اپنے مخالفوں سے جیسے ظاہری زندگی میں کرایا تو ایسے ہی اب کرا رہے ہیں چنانچہ میلاد النبی ﷺ پر لفظ عید کا اطلاق مخالف ٹولی کے ہر ایک سربراہ نے اپنے اپنے طور تحریراً یا تقریراً یا پھر عملاً ثابت کیا۔ ان ٹولیوں کے سربراہوں کے چیدہ چیدہ لیڈروں اور مولویوں کے بیانات وغیرہ ملاحظہ ہوں:

ابن داؤد غزنوی:

غیر مقلدین کے سابق امیر جمعیت مولوی ابوبکر بن مولوی داؤد غزنوی مدیر ہفت روزہ توحید۔ لاہور نے لکھا کہ عید وہ ہے جو بار بار آئے۔ قرآن مجید میں لفظ عید

مسرت کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

" اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا۔

لسان العرب میں الازہری کا یہ قول منقول ہے کہ عرب قوم کے ہاں عید اس وقت کو کہتے ہیں جس میں خوشی ہو یا غم ہو۔ (روزنامہ کوہستان۔ لاہور یکم شوال 1384ھ)

احسان الٰہی ظہیر:

غیر مقلدین کے لیڈر مولوی نے کہا کہ:

"مولد نبوی کی تعظیم اور اسے عید منانے کا بعض لوگوں کو ثواب عظیم حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ ثواب ان کی نیت کی نیکی اور رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے ہوگا۔"

(ہفت روزہ "اہل حدیث" لاہور 15-7 مئی 1970ء)

مودودی:

"ہم نے (عید میلاد النبی ﷺ کی تقریب سعید پر رسول پاک ﷺ کی شان میں نکالے جانے والے جلوسوں کی کبھی مخالفت نہیں کی اور نہ اس روز نکالے جانے والے جلوسوں کے خلاف کبھی کوئی بیان دیا ہے۔ اگر ان جلوسوں میں اس طرح کی (غیر شرعی چمنا باجا وغیرہ) چیزیں نہ ہوں تو ان میں شرکت کرنی چاہیے"۔

(روزنامہ امروز۔ مشرق 11 ربیع الاول 1390ھ 18 مئی 1970ء)

ایضاً:

مولانا مودودی نے عید میلاد النبی ﷺ پر پیغام دیتے ہوئے کہا ہے کہ ربیع

الاول وہ مبارک مہینہ ہے جس میں خلاصہ کائنات ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ الخ

(روزنامہ مشرق۔امروز لاہور 12-3-90,19-5/70)

احمد علی لاہوری:

17 دسمبر 1979ء کو عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلہ میں آپ سے بورسٹل جیل تشریف لے جانے کی استدعا کی گئی۔ بے حد مصروفیات کے باوجود آپ نے آنے کا وعدہ فرمایا۔

(ہفت روزہ خدام الدین 1963ء 22 فروری)

لولاک میں عید:

دیوبندی مکتب فکر کا لائل پور سے ہفت روزہ ''لولاک'' شائع ہوتا ہے۔اس وقت ہمارے سامنے 31 تا 24 جولائی 1964ء کے ''لولاک'' کا ''عید میلاد النبی نمبر'' ہے جس کے اداریہ میں عید میلاد النبی ﷺ کے عنوان سے لکھا ہے:

(ہفت روزہ لولاک لائلپور 24 تا 31 جولائی 1964ء)

خدام الدین:

دیوبندی مکتب فکر کا ہفت روزہ خدام الدین لاہور 27 جولائی 1962ء کی اشاعت میں ایک اعلان میں میلاد النبی ﷺ پر لفظ عید کا اطلاق کیا ہے۔

ترجمان اسلام لاہور:

یہ رسالہ ہفت روزہ دیوبندی مکتب فکر کا ہے۔اس کی 14 اکتوبر 1958ء کی

اشاعت میں میلاد النبی پر عید کا اطلاق کیا ہے۔

شورش کاشمیری:

اہل حدیث و دیوبند کے مایہ ناز مبلغ وممدوح نے 17 جولائی 1964ء کو عید میلاد النبی ﷺ کی تقریب سعید پہ ہفت روزہ چٹان کا ''رحمۃ للعلمین نمبر'' پیش کیا۔ اور ''ہماری طرف سے اہل پاکستان کو عید میلاد النبی کی تقریب سعید مبارک ہو'' کے الفاظ سے اس تقریب سعید کو خراج عقیدت پیش کیا۔

قاری طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند:

قاری صاحب کی زیر نگرانی دارالعلوم دیوبند ماہنامہ نکلتا ہے۔اس کی اکتوبر 1958ء کی اشاعت میں مولوی وحید الحسینی عید میلاد النبی پر لکھتے ہیں۔

فائدہ: لفظ عید کا اطلاق مضمون کا سرنامہ ہے۔باقی مضمون ہمارے موضوع میں شامل نہیں۔

نظم دارالعلوم دیوبند:

ذیل کی نظم میں لفظ عید میلاد النبی پر استعمال ہوئی ہے:

نسیم صبح صادق ہے پیامی — مبارک مژدہ ہائے شادکامی
جب آئی صحن گلزار حرم میں — چٹک کر ہر کلی نے دی سلامی
نزول رحمت حق ہو رہا ہے — زمانے سے گئی آوارہ گامی
یہ آمد اس محبوب کی ہے — کہ نور جاں ہے جس کا نام نامی
جہاں والوں کی قسمت جگمگائی — جہاں افروز ہے نور گرامی
وہی مہر منیر قاب قوسین — وہی شمس الضحیٰ ماہ تمامی

خوشی ہے عید میلاد النبی کی — یہ اہل شوق کی خوش انتظامی
کھڑے ہیں باادب صف بستہ قدسی — حضور سرورِ ذات گرامی
کہا بڑھ کر یہ جبریل امین نے — بشوقِ جاں بلب آمد تمامی
حمید دل شکستہ بھی ہے حاضر — بصد شوق و باندازِ غلامی

(ماہنامہ دارالعلوم دیوبند نومبر 1957ء)

خلاصہ یہ کہ منکرین کے اکابرین کی شہادات اور ان کے رسائل و مشاہیر علماء کے متعلق ہمارے پیش کردہ مختصر حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ اطلاق عید بر میلاد النبی ﷺ اور ولادت رسول ﷺ۔

12 ربیع الاول کی تاریخ ایک ایسی مسلمہ و ناقابل تردید حقیقت ہے کہ دیوبندی اور غیر مقلد وہابی مذہب کے انکار و مخالفت کے باوجود اس فرقہ کے اصاغر و اکابر اپنے قول و عمل سے اس کی حقانیت و اہمیت کے اعتراف عید میلاد النبی کے اطلاق و استعمال پر مجبور ہیں۔ اور نفس تقریب و محفل میلاد کو ناجائز قرار دینے کے لئے اصولاً ان کے پاس کوئی بنیاد نہیں ہے جہاں تک گانے بجانے وغیرہ خلاف شرع حرکات کا تعلق ہے نہ خود اہل سنت اس کے قائل ہیں اور نہ کسی جگہ اس کے ارتکاب سے نفس تقریب کے جواز پر کوئی اثر پڑسکتا ہے۔

بے اصول مذہب:

دیوبندی وہابی مذہب عملی طور پر بیکار و محض بے بنیاد ہے اس کے علمبرداروں نے اپنے قول و عمل سے میلاد شریف کو اپنا کر اس کے خلاف اپنے مذہب کی تصریحات کا

غلط و باطل ہونا اپنے عمل سے ثابت کردیا ہے۔

مفاد پرست:

دیوبندی وہابی نہایت ابن الوقت و مفاد پرست ہیں جو اپنے مذہب کی رو سے عید میلاد کے مخالف ہونے کے باوجود اپنی مطلب پرستی و بھرم قائم رکھنے کے لئے نہ صرف عید میلاد کا نام لیتے بلکہ تقیہ بازی کے طور پر اس میں شامل بھی ہوجاتے ہیں جو مخلوق خدا کو دھوکہ دینے کے علاوہ ان لوگوں کی ضمیر فروشی و دورنگی چال کا کھلا ہوا ثبوت ہے۔

دورخ:

جو دیوبندی وہابی عید میلاد شریف کو ناجائز اور اس کے قائلین کو مشرک و بدعتی قرار دیتے ہیں وہ بھی نہایت بے اصول و دورخے ہیں اس لئے کہ جس بات کو وہ دوسروں کے لئے شرک و بدعت قرار دیتے ہیں جب وہی بات ان کے اپنے بزرگ اختیار کرتے ہیں تو دم بخود ہوجاتے ہیں یعنی ان کے اصول کے مطابق ایک ہی کام یہ کریں تو جائز اور دوسرے کریں تو ناجائز۔ گویا شریعت نہیں ان کے گھر کا کھیل ہے۔

اگر یہ لوگ میلاد شریف کو بدعت قرار دینے میں بزعم خویش سچے ہیں تو انہیں چاہئے کہ اپنے ان زندہ و مردہ مولویوں کو بھی نام بنام گمراہ و بدعتی قرار دیں جن کے حوالہ جات ہم نے پیش کئے ہیں۔

اعلیٰ حضرت کا مسلک:

مذہب اہل سنت اور مسلک اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ نے اپنی

مضبوطی واصول پروری کے باعث منکرین میلاد کے ایوان میں ایسا زلزلہ ڈال دیا ہے
کہ عوام تو عوام دیوبندی وہابی علماء کا بھی اپنے پاؤں پر کھڑا رہنا دشوار ہو چکا ہے اور
صرف پاکستان ہی میں منکرین میلاد "بریلویت" کے سہارے کے محتاج نہیں بلکہ خود
دیوبند میں بھی میلاد شریف کی صورت میں "بریلویت" کا پرچم بلند ہے۔ شاید ایسی ہی
صورت کے پیش نظر مولوی عامر عثمانی فاضل دیوبند بھی یہ لکھنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ:

"سچ لکھا ہے مولانا محمد اسماعیل صاحب نے بعض دیوبندی علماء بھی بریلوی
علم کلام کے 1/3 حصے سے موقع بے موقع کام لیتے رہتے ہیں۔ بلکہ ہم تو یہاں تک
شہادت دیں گے کہ یہ علم کلام گاہے گاہے جامہ عمل بھی پہن لیتا ہے"

(ماہنامہ تجلی دیوبند جولائی 1958)

عِلّت و مَعلُول:

شرع مطہر کا مسلم قاعدہ ہے کہ احکام شرعیہ علل کے ارد گرد گھومتے ہیں اور
سابق تحریر سے ہم نے واضح کر دیا ہے کہ ہر نعمت کے حصول پر سرور و فرحت طبعی امر
ہے اور ہر سرور و فرحت کو شرعاً عید سے تعبیر کیا جاتا ہے اور یہ سب جانتے ہیں کہ
ولادت نبوی ﷺ کی وجہ سے سوائے ابلیس کے سبھی خوشیاں منا رہے تھے۔ چنانچہ
مختصر داستان ولادت ملاحظہ ہو۔

ولادت

فخر موجودات سرور کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ "عام الفیل" میں نبوت
آدم علیہ السلام سے چھ ہزار ایک سو تیرہ برس بعد بارہویں ربیع الاول 43 کسریٰ

مطابق 29 اگست 570ء کو دوشنبہ کے دن بوقت صبح پیدا ہوئے۔

والد کی وفات:

آپ بطن مادر ہی میں تھے کہ آپ کے دادا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے
آپ ﷺ کے والد حضرت عبداللہ کو تجارت کے لئے ملک شام کی جانب روانہ کیا۔
لیکن افسوس حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پچیس برس اور کئی مہینے کی عین شباب خیز
عمر میں مدینہ پہنچ کر انتقال کیا اور اسی احاطہ میں مدفون ہوئے جہاں آپ کے ننھیال
کے لوگ مدفون تھے۔

عجائبات قبل ولادت:

آپ کی والدہ آمنہ خاتون کو آپ کے حمل کی تکلیف مطلق نہ ہوئی۔ اور چھ
مہینے تک یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ آمنہ حاملہ ہیں۔ آمنہ خاتون کو حالت حمل میں وہ عجائبات
نظر آئے جس سے حیرت ہوتی تھی۔ چلتی تھیں تو قدموں کے نیچے سخت پتھر نرم ہو
جاتے تھے۔ نورانی ابر دھوپ کے وقت سر پر سایہ کرتے اور کنوئیں سے پانی لیتے وقت
پانی خود بخود ابل کر کنارے آ لگتا تھا۔ آمنہ خاتون فرماتی ہیں کہ جب وضع حمل کا وقت
قریب پہنچا اور مجھ کو خواب میں کسی کہنے والے نے اس کی اطلاع دی کہ اے آمنہ تم کو
مبارک ہو تم خیر الانبیاء کے وجود باجود کی حاملہ ہو۔ اس وقت مجھ کو معلوم ہوا کہ انتقال
کرنے والے شوہر حضرت عبداللہ کی نشانی وجود کا خلعت پہننے والی ہے۔ غرض پورے
نو مہینے گزرنے پر دردزہ محسوس ہوا تو میں دیکھتی تھی کہ ستارے آسمان سے جھکتے آتے
ہیں اندیشہ ہے کہ مجھ پر ٹوٹ پڑیں گے۔ چند ساعت کے بعد محمد ﷺ تولد ہوئے تو

مجھ کو اپنے بدن سے ایک نور جدا ہوتا نظر آیا۔ جس نے تمام گھر روشن کر دیا۔ اور وہ نور آسمان کی طرف چڑھا اور مشرق و مغرب کے مابین پھیل گیا جس کے باعث بصرے اور روم کے محل مجھ کو نظر آ گئے۔ میں نے اپنے پیٹ سے جدا ہونے والے نور پر نظر ڈالی تو سجدہ میں پڑا ہوا پایا۔ آپ ﷺ کی انگلی آسمان کی جانب اٹھی ہوئی تھی۔ گویا کہ آپ کسی معاملہ میں انتہا درجہ کی عاجزی و انکساری کا اظہار کر رہے ہیں۔ آپ کے چہرہ سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی تھیں۔ آپ کے بدن سے خوشبو کی لپٹیں آ رہی تھیں اور آپ ﷺ کی زبان پر تھا......

لا الٰہ الا اللہ و انی رسول اللہ۔

عجائبات بوقت ولادت:

اس وقت ملک فارس میں نوشیروان کی سلطنت تھی۔ جس کا لقب کسریٰ تھا۔ یکا یک اس کا وہ عالیشان اور مضبوط محل جو سو گز اونچا تھا ایک سخت زلزلہ سے لرز اٹھا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے۔ اسی رات کسریٰ نے خواب میں دیکھا کہ چند عربی گھوڑے وحشی زبردست اونٹوں کو کھینچے چلے جاتے ہیں اور نہر دجلہ ٹوٹ کر تمام بلاد میں پھیل گئی ہے۔ معاً آنکھ کھل گئی اور نوشیرواں کے قلب میں ایک قدرتی ہیبت سما گئی کسریٰ صبح کو نہایت پریشان اٹھا۔ لیکن شاہی ہمت و شجاعت کے خلاف سمجھ کر اس قلبی ہیبت کو لوگوں پر ظاہر کرتا ہوا شرمایا۔ جرات سے اس کے دل میں پیدا تھی۔ لیکن یہ سمجھ کر کہ کہیں اس خواب کا اثر ظاہر نہ ہونے لگے اس نے دربار عام میں اراکین سلطنت کو اپنی خواب کہہ سنائی۔ دربار میں خبر پہنچی کہ اہل فارس کے بڑے آتشکدہ کی وہ آگ

دو ہزار برس سے جل رہی تھی جس کی پرستش تمام پادری کرتے تھے آج رات دفعۃً ٹھنڈی ہو گئی، نہ معلوم کیا سبب ہے؟

دیگر اسی وقت حاکم ایلیا کی عرضداشت موصول ہوئی کہ آج شب دریائے ساوہ یک لخت بالکل خشک ہو گیا ہے اور فوراً ہی دوسری اطلاع طبریہ کے عامل کی آئی کہ آج رات طبریہ کے دریا کی روانی بالکل بند ہو گئی اور دریا سوکھ گیا۔

یکے بعد دیگرے ان وحشت ناک خبروں نے نوشیروان کو اور زیادہ پریشان کر دیا اور فوراً فارس کے قاضی القضاۃ موبذان کو خواب کی تعبیر کے لئے بلایا گیا۔ موبذان نے عرض کیا حضور معلوم ہوتا ہے کہ عرب میں کوئی بڑا ذیشان شخص پیدا ہوا ہے اس سے نواح عرب میں کسی بڑے حادثہ کے ظاہر ہونے کی یقیناً امید ہے۔

نوشیروان شاہ ایران کو تسلی نہ ہوئی اور اس نے نعمان ابن المنذر کے نام فرمان جاری کیا کہ کسی مشہور اور زبردست عالم کو فوراً ہمارے پاس بھیج دو چنانچہ ایک جہاں دیدہ ڈیڑھ سو برس کی عمر کا زبردست عالم عبدالمسیح نعمان کی طرف سے آیا اور اس نے بھی وہی تعبیر بیان کی۔ نوشیرواں کا عبدالمسیح سے بھی عقدہ حل نہ ہوا تو عبدالمسیح نے دست بستہ عرض کیا کہ جہاں پناہ اگر اجازت ہو تو اس کی تعبیر میں اپنے ماموں سطیح سے دریافت کروں جو آج کل ملک شام میں مقیم ہے یقین ہے کہ وہ اس کی تعبیر تسکین بخش دے گا کیونکہ اس سے بہتر عالم دارالسلطنت میں نہیں۔ غرض شاہی اجازت سے عبدالمسیح سطیح کے پاس پہنچا لیکن اس وقت جبکہ وہ نزع کی حالت میں گرفتار اور آخرت کے لیے سفر کی تیاری کر رہا تھا۔ غنیمت تھا کہ سطیح پر ابھی بے ہوشی طاری نہیں ہوئی تھی۔ سطیح اپنے بھانجے عبدالمسیح کا کلام سن کر ہمت باندھ کر اٹھ بیٹھا۔

اور تمام ماجرا سن کر کہنے لگا کہ اے عبدالمسیح اس رات عرب میں ایک اللہ کا پیارا ذیشان بندہ پیدا ہوا ہے جس وقت شاہی محل کے کنگروں کی مقدار کے موافق یعنی چودہ بادشاہ اس تخت پر نہ بیٹھ لیں گے اس وقت تک تو یہ سلطنت بادشاہان فارس کی جانب منسوب ہوتی رہے گی لیکن اس کے بعد ایسی کایا پلٹ جائے گی کہ گویا کبھی بابل پر کوئی آتش پرست پارس قابض ہی نہ ہوا تھا۔ عبدالمسیح ماموں کے یہ کلمات سن کر واپس ہوا۔ اور نوشیرواں سے تمام ماجرا کہہ سنایا۔ نوشیرواں یہ سمجھ کر کہ چودہ نسل کی سلطنت ختم ہونے کے لئے مدت مدید اور زمانہ بعید کی ضرورت ہے مطمئن ہو گیا لیکن یہ کسے خبر تھی کہ زمانہ گزرتے کیا دیر لگتی ہے اور یہ باقیماندہ سلطنتیں کیسی جلدی گزریں گی۔ نوشیرواں کی اولاد میں اس پایہ تخت کا چودھواں حاکم یزدجرد تھا جس نے اپنی سلطنت 31 ہجری نبوی میں خلیفہ سوئم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دے کر اپنی جان ملک الموت کے حوالے کی۔ عبدالمطلب وقت ولادت کعبہ میں تھے یکایک دیکھا کہ خانہ کعبہ کی دیواریں دفعتاً جھک گئیں اور پھر خودبخود سیدھی ہو گئیں۔ یہ حیرت انگیز معاملہ دیکھ کر گھر آئے تو ہونہار پوتے کے پیدا ہونے کی خوشخبری کانوں میں پڑی۔

مولودِ مسعود (ﷺ):

حضور پاک ﷺ ناف بریدہ اور مختون پیدا ہوئے اور چونکہ آپ کے والد حضرت عبداللہ کا انتقال ہو چکا تھا اس لئے آپ کی کفالت آپ کے دادا عبدالمطلب نے اپنے ذمہ لی۔ اور اس پر فخر کیا کہ یہ دریتیم اور سزاوار احمد فرزند ارجمند میری آنکھوں کی ٹھنڈک بن کر میرے پاس رہے گا۔ ساتویں روز عبدالمطلب نے آنحضرت ﷺ

کا ایک ذبیحہ قربانی کر کے عقیقہ کیا اور تمام قریش کی دعوت کی۔ اسی روز آپ کا اسم مبارک محمد تجویز ہوا۔ ﷺ بقدر حسنہ وجمالہ

نوٹ: "عجائبات ولادت" کا یہ مضمون دیوبند کے مشہور فاضل مولوی محمد عاشق الٰہی میرٹھی کا تحریر کردہ ہے جو دیوبندی وہابی مکتب فکر کے ترجمان ماہنامہ "پیام مشرق" لاہور نے اگست 1964ء کی اشاعت میں شائع کیا۔ مولوی عاشق الٰہی چونکہ منکرین میلاد کے گروہ سے متعلق اور ان کے مایہ ناز عالم ہیں اس لئے ہم نے اہل دیوبند پر اتمام حجت کے لئے اس مضمون کو نقل کیا ہے تاکہ منکرین میلاد پر حجت قائم ہو۔ اور دیوبندی وہابی حضرات کو نبی پاک ﷺ کے میلاد شریف کی ایمان افروز روایات پر اعتراض و انکار کی جرات نہ ہو۔

فائدہ:...... عنوان فقیر نے قائم کیے ہیں۔

دوسرا گواہ مولوی ذوالفقار علی:

یہ دیوبندی جو دیوبند کے شیخ الہند مولوی محمود حسن کے والد ہیں۔ قصیدہ بردہ شریف کی شرح عطر الوردہ میں لکھتے ہیں:

نمبر 1 "اے زمان ولادت و زمان رحلت حضرت رسالت پناہ تیرے فضائل کا کیا کہنا ہے تو تمام زمانوں سے افضل ہے کہ سورہ والعصر میں خدا نے تیری قسم کھائی۔ اور تجھ کو شرف وجود با وجود فخر عالم وآدم سے مشرف فرمایا۔

نوٹ:...... (قسم ارشاد فرمائی۔ کہنا چاہئے) کیونکہ اللہ کے لئے کھائی۔ وغیرہ جیسے اطلاقات سوء ادب ہیں۔ اویسی غفرلہ

نبی نور:

حضرت مقدسہ آمنہ مادر شریف سے روایت ہے کہ بوقت ولادت مبارک سرور عالم ﷺ کی ایسا نور ظاہر ہوا کہ زمین سے آسمان تک روشن ہو گیا۔ اور مجھ کو قصور (محلات) شام معلوم ہونے لگے اور شام معلوم ہونے لگی۔ اور ایسی خوشبو ظاہر ہوئی کہ دماغ عالم معطر ہو گیا اور میرے گھر کے ایک کونے سے آواز آئی کہ اے آمنہ آپ کو تین روز تک ظاہر مت کر کہ ملائکہ سلام کے لئے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور آپ مختون و ناف بریدہ اور آلائش اطفال سے پاک پیدا ہوئے۔ حضرت صفیہ بنت عبد المطلب کہتی ہیں کہ میں بوقت ولادت حضرت کی دایہ تھی۔ سو میں نے دیکھا کہ آپ کا نور چراغ کی روشنی پر غالب آ گیا۔ اور میں نے اس شب چھ عجیب چیزیں دیکھیں اول یہ کہ جب آپ شکم مادر سے جدا ہوئے تو آپ نے خداوند تعالیٰ شانہٗ کو سجدہ کیا دوسرے یہ کہ آپ نے سر اٹھایا اور لا الہ الا اللہ انی رسول اللہ فرمایا تیسرے یہ کہ تمام گھر آپ کے نور سے روشن ہو گیا چوتھے یہ کہ میں نے حسب دستور ارادہ آپ کے غسل کا کیا تو غیب سے آواز آئی کہ اے صفیہ تو غسل کی تکلیف گوارا نہ کر کیونکہ ہم نے ان کو شکم مادر سے غسل کیا ہوا اور پاک وصاف جدا کیا۔ پانچویں یہ کہ آپ مختون و ناف بریدہ پیدا ہوئے۔ چھٹے یہ کہ جب میں نے چاہا کہ آپ کو کرتہ پہناؤں تو میں نے آپ کی پشت مبارک پر مہر نبوت دیکھی جس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔

نمبر ۲:......نوشیرواں کا محل بوقت ولادت باسعادت بحالت شکستگی ایسا پاش پاش ہو گیا کہ لشکر کسریٰ کو پھر مجتمع ہونا نصیب نہ ہوا۔ کہتے ہیں کہ محل مذکور بالکل پھٹ گیا تھا

اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے اس پر کاہنوں نے کہا کہ اس سلطنت کے چودہ بادشاہ تخت نشین ہونگے یہ سن کر کسریٰ کو فی الحال تسلی ہوئی اور کہا کہ چودہ بادشاہوں کے گزرنے کے لئے ایک عرصہ دراز چاہئے مگر حال یہ ہوا کہ چار برس کے عرصہ میں ان کے دس بادشاہ گزر چکے اور باقی امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ تک ختم ہو گئے۔

عجم میں زلزلہ نوشیرواں کے قصر میں آیا

عرب میں شور اٹھا جس وقت اس کی آمد آمد ہے

نمبر ۳:......آپ کے میلاد شریف کے وقت آتش نمرود جو ہزار سال سے برابر روشن تھی۔ بسبب افسوس کے جو بطلان دین مجوس اور انشقاق ایوان کے باعث تھا جو اس کی بڑی حفاظت اور عبادت کرتے تھے بالکل سرد ہو گی وہے۔ اور نہر فرات کوفہ کے قریب جس پر نوشیروان نے پل باندھ کر عمارات عالیشان اور اس کے گرد بہت سے آتشکدے اور کنائس بنائے تھے ایسی حیران اور بے خود ہوئی اور ایسے ہاتھ پاؤں اس کے پھولے کہ اپنا بہاؤ چھوڑ کر سادہ کے گھاٹ میں جو دمشق اور عراق کے درمیان ہے جا پڑی۔

نمبر ۴:......منکرین نے بچشم خود دیکھا کہ علاوہ اور آیات و بینات مذکورہ بالا کے جنات پر جو استراق سمع کے لئے اطراف آسماں کی طرف جاتے تھے۔ برابر شعلہ ہائے آتش مارے جاتے ہیں اور یہ بھی کہ وقت ولادت شریف تمام روئے زمین کے بت اوندھے گر پڑے اس قسم کی بہت سی روایتیں ہیں اختصاراً چھوڑی گئیں۔ اور شب ولادت حضرت محمد ﷺ میں تخت ابلیس الٹ گیا حضرت عبد المطلب سے منقول ہے

وہ کہتے تھے میں شب ولادت حضرت ﷺ میں کعبہ شریف میں تھا۔ قریب وقت سحر میں نے دیکھا کہ کعبہ مقام ابراہیم کی طرف سجدہ میں گیا اور تکبیر کہی اور بت جو خانہ کعبہ کے گرد تھے سب سرنگوں ہو گئے اور بت ہبل جو سب سے بڑا تھا منہ کے بل گر پڑا اور اس کے اندر سے آواز آئی کہ آمنہ نے محمد ﷺ کو جنا اور قریش کے ایک فریق کا ایک بت تھا کہ ہر سال وہاں حاضر ہوتے تھے اور عید مناتے تھے ایک شب وہ بت اپنی جگہ سے جدا ہوا اور سرنگوں ہو گیا لوگوں نے اس کو پھر سیدھا کیا وہ پھر سرنگوں ہو گیا اور اس کے اندر سے آواز آئی کہ پیغمبر آخر الزماں پیدا ہوئے اور ان کے نور سے مشرق سے مغرب تک روشن ہو گیا اور تمام بت منہ کے بل گر پڑے اور بادشاہوں پر ان کا رعب چھا گیا۔

تیسرا گواہ:

مولوی اشرف علی تھانوی، دیوبندی حکیم الامت نے نشر الطیب میں بھی اسی طرح کے عجائبات ولادت اور اس سے قبل و بعد کے واقعات نقل کئے ہیں۔

رونے والوں سے نہیں، خوشی منانے والوں سے گزارش

دولت ایمان واسلام پانے والو! ایمان سے کہیے کیا ایسی نعمت عظمیٰ کسی قوم کو ملے تو کیا وہ اس حصول نعمت پر عید نہ منائے گی ہاں جو لوگ ایسی نعمت پر بجائے اظہار فرحت وسرور کے سر پر خاک ڈالیں اور روئیں دھاڑیں ماریں ابلیس کی طرح مغموم و محزون ہوں تو ان کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں سوائے اس کے انہیں کہہ دیا جائے "مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ" اپنے غصہ وغضب میں ڈوب کر مرجاؤ۔

اہل ایمان کو نعمت ملنے پر اظہار تشکر کا حکم

الحمد للہ ہم اہل ایمان رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کو نعمت عظمیٰ سمجھتے اور اس پر خوشی مناتے اور آپ کی تقریب میلاد کو عید سے تعبیر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

بے شک اللہ تعالیٰ کا اہل ایمان پر احسان ہوا کہ ان میں ان کا رسول بھیجا۔

تفسیر:

آیت ہذا میں آپ ﷺ کی بعثت پر اللہ تعالیٰ ہم پر احسان عظیم جتلا رہا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی نعمت پر اپنا احسان نہیں جتلایا اس سے ثابت ہوا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی سب نعمتوں سے بڑی نعمت بلکہ ہر نعمت کے حصول کے لئے وسیلہ عظمیٰ ہیں۔

......اَلَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ كُفْرًا

وہ لوگ کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو کفر کر کے تبدیل کر ڈالا۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

واللہ کفار قریش و محمد نعمۃ اللہ تعالیٰ

(رواہ البخاری)

اللہ کی قسم الذین سے کفار اور نعمۃ اللہ سے حضور عالم ﷺ مراد ہیں۔

۳......يَعْرِفُوْنَ نِعْمَةَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو جاننے پہچاننے کے باوجود منکر ہو جاتے ہیں۔

فائدہ:...... حضرت زجاج اور سدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نعمۃ اللہ سے حضور ﷺ مراد ہیں یعنی کفار آپ کے معجزات دیکھ کر آپ ﷺ کو نبی مانتے ہیں۔ پھر عناداً انکار کرتے ہیں۔

۴...... اَنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نعمۃ اللہ سے مراد حضور سرور عالم ﷺ ہیں کیونکہ آپ نعمت عظمیٰ ہیں اس لئے کہ آپ رحمۃ للعلمین ہیں اور آپ کے سبب سے جو منافع وفوائد حاصل ہوئے وہ شمار سے باہر ہیں۔

۵...... آپ کے اسمائے گرامی سے ایک اسم مقدس نعمت اللہ بھی ہے۔ کذا فی دلائل الخیرات و مطالع المسرات وغیرھا۔ اور آپ کی ذات ستودہ صفات کے متعلق نعمت عظمیٰ ہونے کا انکار کسی کو نہیں کیونکہ آپ ہی کا تو صدقہ ہے کہ ہمیں دولت اسلام اور جمیع برکات ربانیہ نصیب ہوئے۔

قاعدہ نمبر۱:......

نعمت کے حصول پر ادائیگی شکر لازم ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَاشْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ

تفسیر:...... آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو نعمت ملنے پر شکر گزاری کا حکم دے رہا ہے اور ظاہر ہے کہ سب سے بڑی نعمت حضور سرور عالم ﷺ کی تشریف

آوری ہے اس حکم کے مطابق اسی نعمت کا شکریہ بجالانا اور اس پر اظہار مسرت وغیرہ اہل ایمان کے لئے لازم ہے اور فرمایا:

۲۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ

اس میں بھی نعمت پر شکر گزاری پر ترغیب ہے ورنہ عذاب شدید کی وعید

قاعدہ نمبر۲:

ایسی نعمت عظمیٰ کے شکر کی ادائیگی کسی گوشہ میں بیٹھ کر نہیں کرنی چاہئے بلکہ بچے بچے سے تاکہ نعمت کی عظمت کا پرچار ہو جیسا کہ قرآنی آیات شاہد ہیں:

۱...... وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

اللہ تعالیٰ کی نعمت کو آپس میں یاد کرو۔

تفسیر:...... اس آیت سے معلوم ہوا کہ نعمت اللہ کا ذکر اور اس مقدس دن کی یاد ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ایسی خوش عقیدگی سے منانا چاہیے کہ غیر مسلم قوم بھی انگشت بدندان ہوں اور ہر مذہب کا پیروکار مجبور ہو کر شہادت دیتا کہ اگرچہ مسلمانوں کا نبی (علیہ السلام) اپنی امت سے چودہ سو سال سے پردوں میں ہے لیکن امت نے عشق والی محبت صدیقی کی اقتداء واتباع کو نہیں چھوڑا۔

۲...... ورفعنا لك ذكرك

اور ہم نے آپ کا ذکر شریف بلند کیا۔

فائدہ:...... اس کے تحت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تفسیر کبیر میں کہ ہم نے آپ کو نبی بنایا اور آپ کو زمین وآسمان میں مشہور کیا اور آپ کا ذکر زمین کے

کناروں تک پھیلا دیا اور آپ کا ذکر دلوں میں محبوب و مطلوب بنا دیا پھر اس کے بعد لکھتے ہیں:

كان الله يقول املأ العالم من اتباعك كلهم يثنون عليك

یعنی گویا اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے کہ ہم تمام عالم کو آپ کے تابعداروں سے بھر دیں گے وہ سب آپ کی تعریف کریں گے اور آپ کا درود پڑھیں گے۔

بتایئے اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی اکرم ﷺ کے ذکر کو کس طرح پھیلایا یہی تو حضرات ہیں جو اس انتخاب میں آئے کہ اپنے نبی علیہ السلام کی شان کے گیت گاتے اور ایسے چرچے کرتے ہیں کہ خوابیدہ دنیا جاگ اٹھتی ہے۔ عید میلاد کی رونق تو ایسی جاذب ہوتی ہے کہ بڑے سے بڑے سنگدل لوگ بھی ایسے چرچے میں شریک ہونے کو باعث فخر و ناز سمجھتے ہیں۔

۳...... نبی کریم ﷺ کا چرچا خصوصاً بارہویں کی پرشکوہ محفل اہل اسلام سے کبھی نہیں چھوٹی اگرچہ دیگر مستحبات اہل اسلام عمل میں لاتے ہیں لیکن بارہ ربیع الاول کی محفل میلاد شریف کا چرچا تو مسلمانوں کو ایسا بھا گیا کہ نہ کبھی منقطع ہوئی اور نہ ہی انشاء اللہ تعالیٰ تا قیامت منقطع ہوگی۔

۴...... لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ

تا کہ اے لوگو۔ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

۵...... وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

ان پانچ آیات مبارکہ اور دیگر بکثرت آیات کی روشنی میں میلاد شریف کی عظمت و شان و شوکت اور برکت و اہمیت ہر صحیح العقیدہ اور سلیم الطبع مسلمان پر واضح و ظاہر ہے۔ ان آیات میں اللہ کے عظیم احسان۔ نور کی آمد۔ اللہ کے فضل و رحمت پر خوشی کا اظہار۔ رسول اللہ کی تعظیم و توقیر اور رب کی نعمت کا چرچا کرنے کا بیان ہے۔ اور بلاشبہ جشن عید میلاد النبی ﷺ کی نورانی تقریب۔ محافل میلاد و جلوس ہائے مبارک اللہ تعالیٰ کے اسی احسان عظیم کے شکریہ۔ نور کے سرور، اللہ کے فضل و رحمت پر خوشی، رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر اور اللہ کی نعمت عظمیٰ کے ذکر و چرچا پر مشتمل ہیں اور جو شخص رسول اللہ ﷺ کو اللہ کا احسان، اللہ کا نور، اللہ کا فضل، اللہ کی رحمت اور اللہ کی نعمت جانتا اور مانتا ہے اس کو میلاد شریف کو عید (خوشی) کہنے میں کسی قسم کی جھجک نہیں ہو سکتی۔

حدیث شریف:

جب رسول اللہ ﷺ سے پیر کے دن روزہ رکھنے کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے بدیں الفاظ اپنی ولادت و یوم ولادت کی اہمیت واضح فرمائی کہ:

فيه ولدت و فيه انزل على (مسلم)

اسی دن میری ولادت ہوئی اور اسی دن مجھ پر قرآن کا نزول ہوا۔

ہم نے بخوف طوالت صرف ایک حدیث پر اکتفا کیا ہے۔

اجماع امت:

قرآن و حدیث کے بیان کے بعد اگر امت کے عمل و اہل اسلام کا تعامل

دیکھا جائے تو اس میں بھی سواد اعظم اہل سنت و جماعت کی تائید اور میلاد شریف کی ترغیب ہی ظاہر ہوتی ہے اور آئمہ کرام بزرگان دین اور سلاطین اسلام و مشاہیر قوم، ذکر حبیب و میلاد شریف کی تعریف و ستائش میں رطب اللسان و متفق البیان نظر آتے ہیں۔ بطور تبرک اہل محبت کے دلوں کی تازگی کے لئے صرف چند حوالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

شیخ الاسلام:

امام الحفاظ شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا" مجھے اصل ثابت پر میلاد شریف کی تخریج ظاہر ہوئی ہے اور وہ اس طرح کہ بخاری و مسلم میں ثابت ہے کہ نبی ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو یہود کو عاشورہ کے دن روزہ دار پایا۔ اور جب انہیں اس کے دن پوچھا تو انہوں نے کہا کہ عاشورہ کے دن اللہ نے فرعون کو غرق کیا اور موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی۔ اس لئے ہم اس کے شکریہ میں روزہ رکھتے ہیں۔ اس حدیث سے جس دن اللہ نے نعمت عطا فرمائی یا زحمت دفع فرمائی اس معین دن میں شکر بجالانا اور ہر سال اسی دن اس کا اعادہ کرنا مستفاد ہوا۔ اور اللہ کا شکر نفل روزہ صدقہ خیرات تلاوت وغیرہ عبادت کی ہر قسم سے حاصل ہوتا ہے اور جس دن اس نبی رحمت ﷺ کا ظہور ہوا اس سے بڑی نعمت اور کونسی ہے؟ اس لئے مناسب ہے کہ خاص یوم ولادت کو تلاش کیا جائے تا کہ عاشورہ کے دن موسیٰ علیہ السلام کے قصہ سے مطابق ہو اور جو اس معین دن کا لحاظ نہ کرے اس مہینہ کے کسی دن یا سال کے کسی دن بھی عمل میلاد کرے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ بہر حال یہ عمل میلاد کی

اصل ہے"

امام سیوطی:

امام جلال الملۃ والدین سیدنا امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے میلاد شریف کے احتساب پر "حسن المقصد فی عمل المولد" کے نام سے ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایا ہے۔ جس میں ایک دلیل یہ بھی ارشاد فرمائی ہے کہ "امام بیہقی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے اعلان نبوت کے بعد اپنا عقیقہ فرمایا۔ حالانکہ حضور کی ولادت کے ساتویں دن آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب بھی آپ کا عقیقہ کر چکے تھے۔ لہٰذا حضور کا دوبارہ عقیقہ فرمانا اس پر محمول ہوگا کہ آپ نے اپنے رحمۃ اللعالمین مبعوث ہونے پر اللہ کے شکریہ اور اپنی امت کی تعلیم کے لئے ایسا فرمایا پس حضور ﷺ کی پیدائش پر اجتماع کرنا۔ کھانا کھلانا اور اس قسم کی نیکیوں کو بجالانا اور خوشیوں کا اظہار کرنا بطور شکر ہمارے لئے مستحب ہے۔

علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت امام نور الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام سیوطی علیہ الرحمۃ کے اس بیان کو نقل فرما کر اسے ثابت رکھا ہے۔ نیز میلاد شریف کے بیان میں "الکوکب المنیر فی مولد البشیر والنذیر" کے نام سے ایک مستقل رسالہ تحریر فرمایا ہے اور قیام تعظیمی کے متعلق لکھا ہے کہ

"بہت سے لوگوں کی عادت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ذکر ولادت کے وقت تعظیماً کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس ہیئت کے ساتھ یہ قیام بدعت لا اصل

ہے۔لیکن بدعت حسنہ ہے اس لئے کہ ہر بدعت مذموم نہیں ہوتی۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اجتماع تراویح کے متعلق فرمایا تھا نعمت البدعۃ۔ یہ اچھی بدعت ہے۔امام شافعی قدس سرہ فرماتے ہیں جو نئی چیز کتاب یا سنت یا اجماع یا اثر کے مخالف ہو وہی بدعت ضلالت ہے اور جو نئی بات کار خیر سے ہو اور کتاب وسنت اجماع واثر کے مخالف نہ ہو وہ بدعت محمودہ ہے۔

عالم امت:

مقتدائے آئمہ امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قیام تعظیمی فرمایا۔ اور آپ کے زمانہ کے مشائخ اسلام نے اس سلسلہ میں آپ کی پیروی کی۔ جس سے مجلس میں بڑا انس پیدا ہوا۔ اور اقتداء کے لئے اتنے کثیر اور اتنے بڑے مشائخ کا عمل (کافی) ہے۔(السیرۃ الحلبیہ صفحہ 80)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ:

شارح مسلم کے شیخ حضرت امام ابو شامہ رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں ہر سال حضور اکرم ﷺ کے میلاد شریف کے دن جو صدقات، نیک کام اور زینت وخوشی کا اظہار کیا جاتا ہے یہ بدعت حسنہ ہے۔ جس سے فقراء کے ساتھ حسن سلوک کے علاوہ معلوم ہوتا ہے کہ میلاد کرنے والے کے دل میں رسول اللہ ﷺ کی محبت وتعظیم اور جذبہ تشکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین ﷺ کو پیدا فرما کر ہم پر احسان کیا۔(السیرۃ الحلبیہ صفحہ 80)

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ:

امام شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ بہیئت موجودہ میلاد

شریف کا سلسلہ مبارک قرون ثلاثہ کے بعد جاری ہونے کے باوجود امت میں مقبول ہوا کہ تمام روئے زمین اور بڑے بڑے شہروں میں اہل اسلام میلاد شریف کراتے ہیں۔ مختلف صدقات بانٹتے ہیں اور مولود شریف پڑھتے ہیں۔ جس کی برکات سے ان پر فضل عمیم کا ظہور ہوتا ہے۔(السیرۃ الحلبیہ صفحہ 80)

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنے رسالہ المیلاد النبوی میں فرماتے ہیں" مکہ، مدینہ، مصر، یمن، شام تمام بلاد عرب اور مشرق ومغرب میں اہل اسلام ہمیشہ میلاد شریف کی محافل منعقد کرتے ہیں۔ ربیع الاول کی آمد پر خوشیاں مناتے ہیں اور غسل کر کے اچھے کپڑے پہنتے ہیں۔ سرمہ لگاتے، خوشبو چھڑکتے، اپنا مال خرچ کرتے اور میلاد شریف سننے کا اہتمام بلیغ فرماتے ہیں۔ اور اجر جزیل وفوز عظیم حاصل کرتے ہیں اور یہ بات تجربہ شدہ ہے کہ میلاد شریف کی برکت سے مال میں، اولاد میں، گھروں میں، شہروں میں خوب خیر وبرکت، سلامتی وعافیت کشائش رزق، سکون وقرار اور امن وامان کا سال بھر ظہور ہوتا ہے"(المیلاد النبوی صفحہ 59)

شیخ محقق سیدنا شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"ابولہب نے حضور اکرم ﷺ کی ولادت کی بشارت سن کر اپنی باندی ثوبیہ کو آزاد کر دیا اور موت کے بعد جب اس سے خواب میں پوچھا گیا کہ تیرا کیا حال تو اس نے کہا میں آگ میں ہوں لیکن ہر پیر کی رات تخفیف ہو جاتی ہے اور میں اپنی دو انگلیوں میں سے پانی چوستا ہوں کیونکہ میں نے نبی ﷺ کی ولادت کی بشارت سن کر

ثوبیہ کو آزاد کر دیا تھا۔ اور اس نے آپ کو دودھ پلایا تھا۔

ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت امام جزری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس ابولہب کی مذمت میں قرآن نازل ہوا۔ جب حضور اکرم ﷺ کی ولادت کی خوشی منانے پر اسے بھی آگ میں اس کی جزا ملی ہے تو جو مسلمان امتی آپ ﷺ کے میلاد شریف کی خوشی مناتا ہے اور حسب استطاعت آپ کی محبت میں اپنا مال خرچ کرتا ہے اس کا کیا حال ہوگا؟ اس کی جزا یہ ہے کہ اللہ کریم اپنے فضل عمیم سے اسے جنات نعیم میں داخل فرمائے گا۔

حضور اکرم ﷺ کے میلاد شریف کے مہینہ میں اہل اسلام ہمیشہ محفلیں منعقد کرتے ہیں۔ خوشیاں مناتے ہیں صدقہ کرتے ہیں نیکیوں میں اضافہ کرتے ہیں میلاد شریف سننے کا اہتمام کرتے ہیں اور ان پر فضل عمیم کا ظہور ہوتا ہے۔ میلاد شریف کے خواص میں سے یہ بات تجربہ شدہ ہے کہ سال بھر امان ہے اور مقصد برآری و آرزو جلد پوری ہونے کی بشارت ہے۔ پس اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جو ماہ میلاد کی راتوں کو عیدین بناتا ہے۔ اس سے ان لوگوں کی بیماری میں شدت ہوتی ہے جن کے قلوب میں مرض اور عناد ہے

(ماثبت من السنۃ صفحہ 60 مدارج النبوت ج 2 صفحہ 19)

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ:

سیدنا امام ربانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ

"مجلس مولود میں اگر اچھی آواز سے قرآن پاک کی تلاوت کی جائے اور

حضور اقدس ﷺ کی نعت شریف اور صحابہ کرام و اہل بیت عظام و اولیائے اعلام رضی اللہ عنہم کی منقبت کے قصیدے پڑھے جائیں تو اس میں کیا حرج ہے؟ ناجائز بات تو یہ ہے کہ قرآن عظیم کے حروف میں تغیر و تحریف کر دی جائے۔ راگ اور موسیقی کے قواعد کی پابندی کی جائے اور تالیاں بجائی جائیں۔ جس مجلس مولود میں یہ ناجائز باتیں نہ ہوں اس میں کوئی ممانعت نہیں" (مکتوبات دفتر سوم صفحہ 169)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ:

علیہ رحمۃ الباری نے میلاد شریف کی تائید و ترغیب میں "المورد الروی فی مولد النبی" کے نام سے ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس میں ثابت کیا ہے کہ مکہ مدینہ، مصر و شام روم و اندلس وغیرہ جمیع ممالک میں عمل مولد جاری ہے اور اس کی عظمت کی بناء پر علماء و مشائخ میں سے کوئی بھی اس میں شمولیت سے انکار نہیں کرتا"۔

شیخ زین الدین رحمۃ اللہ علیہ:

ولی کامل شیخ زین الدین رحمۃ اللہ علیہ ہر جمعرات کو چند من چاول پکا کر رسول اللہ ﷺ کے حضور نذرانہ پیش کرتے۔ لطف یہ کہ چاول کے ہر دانہ پر تین تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھی ہوتی۔ میلاد شریف کے ایام میں شیخ موصوف چاول کی اس مقدار پر ہر روز ایک ہزار پیمانہ زیادہ کرتے۔ یہاں تک کہ 12 ربیع الاول شریف کو بارہ ہزار زیادہ فرماتے۔ اندازہ کیجئے کہ ان بارہ دنوں کا مجموعی خرچ کہاں تک پہنچتا ہوگا۔ اور میلاد شریف کا لنگر کتنا وسیع ہوگا۔ (اخبار الاخیار صفحہ 227)

شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ:

خاندان ولی اللہ کے مورث اعلیٰ شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں ہر سال میلاد شریف کے دنوں میں رسول اللہ ﷺ سے تعلق رکھنے کے لئے کھانا پکوایا کرتا تھا۔ ایک سال بھنے ہوئے چنوں کے سواء کچھ میسر نہ ہوا۔ چنانچہ میں نے وہی چنے تقسیم کردیئے۔ پس میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کے روبرو وہ چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ بہت شاد و بشاش ہیں"۔ (در ثمین شاہ ولی اللہ صفحہ 18)

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ:

وہابیہ و دیوبندیہ کے مسلم امام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

"مکہ معظمہ میں نبی پاک ﷺ کے میلاد شریف کے دن میں آپ کے مولد مبارک پر حاضر تھا۔ جس میں حاضرین نبی پاک ﷺ پر درود شریف پڑھتے تھے اور وہ معجزات بیان کرتے تھے۔ جو آپ کی ولادت باسعادت پر ظاہر ہوئے۔ یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ انوار میں نے جسم کی آنکھ سے دیکھے یا روح کی آنکھ سے۔ میں نے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار ان ملائکہ کی جانب سے ہیں (جو میلاد شریف جیسے) اجتماعات و مجالس پر مقرر ہیں اور میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت کا باہم اختلاط ہے۔

(فیوض الحرمین صفحہ 27)

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ:

استاذ کل حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

1......"ربیع الاول شریف کی برکت نبی پاک ﷺ کی میلاد شریف سے ہے جتنا

امت کی طرف سے سرکار کی بارگاہ میں درودوں اور طعاموں کا ہدیہ پیش کیا جاتا ہے اتنا ہی امت پر آپ کی برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔

(فتاویٰ عزیزی۔ ج ا صفحہ 163)

2......جناب علی محمد خان رئیس مراد آباد کے نام ایک مکتوب میں فرمایا:

"12 ربیع الاول شریف کو لوگ حسب معمول مجلس مولود شریف میں جمع ہو کر درود شریف پڑھنے میں مشغول ہوتے ہیں۔ پھر فقیر تو حضور ﷺ کے فضائل، ولادت باسعادت، شیر خوارگی اور حلیہ شریف کا بیان کرتا ہے۔ بعد ازاں طعام یا شیرینی پر فاتحہ پڑھ کر حاضرین مجلس میں تبرک تقسیم ہوتا ہے"۔

(انوار ساطعہ صفحہ 126)

استاذ العلمائے دیوبند و وہابیہ:

حضرت مولانا رحمت اللہ مہاجر مکی (جنہیں دیوبندی وہابی مذہب کی مشہور و معتبر کتاب براہین قاطعہ میں صفحہ 19 پر" ہمارے شیخ الہند مولوی رحمت اللہ کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے) فرماتے ہیں کہ:

"میرے اساتذہ کرام کا اور میرا عقیدہ مولد شریف کے باب میں قدیم سے یہی تھا اور یہی ہے کہ انعقاد مجلس میلاد شریف بشرطیکہ منکرات سے خالی ہو جیسے گانا باجا اور کثرت سے روشنی بیہودہ نہ ہو بلکہ روایات صحیحہ کے موافق ذکر معجزات اور ذکر ولادت حضرت محمد ﷺ کیا جائے۔ اور بعد اس کے اگر طعام پختہ یا شیرینی بھی تقسیم کی جائے اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ اس زمانہ میں جو ہر طرف سے پادریوں کا شور اور بازاروں میں حضرت ﷺ اور ان کے دین کی مذمت کرتے ہیں اور دوسری

خاندان ولی اللہ کے مورث اعلیٰ شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں ہر سال میلاد شریف کے دنوں میں رسول اللہ ﷺ سے تعلق رکھنے کے لئے کھانا پکا کرتا تھا۔ ایک سال بھنے ہوئے چنوں کے سواء کچھ میسر نہ ہوا۔ چنانچہ میں نے وہی چنے تقسیم کر دیئے۔ پس میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کے روبرو وہ چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ بہت شاد و بشاش ہیں"۔ (در ثمین شاہ ولی اللہ صفحہ 18)

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ:

وہابیہ و دیوبندیہ کے مسلم امام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

"مکہ معظمہ میں نبی پاک ﷺ کے میلاد شریف کے دن میں آپ کے مولد مبارک پر حاضر تھا۔ جس میں حاضرین نبی پاک ﷺ پر درود شریف پڑھتے تھے اور وہ معجزات بیان کرتے تھے۔ جو آپ کی ولادت باسعادت پر ظاہر ہوئے۔ یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ انوار میں نے جسم کی آنکھ سے دیکھے یا روح کی آنکھ سے۔ میں نے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار ان ملائکہ کی جانب سے ہیں (جو میلاد شریف جیسے) اجتماعات و مجالس پر مقرر ہیں اور میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت کا باہم اختلاط ہے۔

(فیوض الحرمین صفحہ 27)

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ:

استاذ کل حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

1......"ربیع الاول شریف کی برکت نبی پاک ﷺ کی میلاد شریف سے ہے جتنا

امت کی طرف سے سرکار کی بارگاہ میں درودوں اور طعاموں کا ہدیہ پیش کیا جاتا ہے اتنا ہی امت پر آپ کی برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔

(فتاوٰی عزیزی۔ ج ا صفحہ 163)

2......جناب علی محمد خان رئیس مراد آباد کے نام ایک مکتوب میں فرمایا:

"12 ربیع الاول شریف کو لوگ حسب معمول مجلس مولود شریف میں جمع ہو کر درود شریف پڑھنے میں مشغول ہوتے ہیں۔ پھر فقیر تو حضور ﷺ کے فضائل، ولادت باسعادت، شیر خوارگی اور حلیہ شریف کا بیان کرتا ہے۔ بعد ازاں طعام یا شیرینی پر فاتحہ پڑھ کر حاضرین مجلس میں تبرک تقسیم ہوتا ہے"۔

(انوار ساطعہ صفحہ 126)

استاذ العلمائے دیوبند و وہابیہ:

حضرت مولانا رحمت اللہ مہاجر مکی (جنہیں دیوبندی وہابی مذہب کی مشہور و معتبر کتاب براہین قاطعہ میں صفحہ 19 پر" ہمارے شیخ الہند مولوی رحمت اللہ کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے) (فرماتے ہیں کہ:

"میرے اساتذہ کرام کا اور میرا عقیدہ مولد شریف کے باب میں قدیم سے یہی تھا اور یہی ہے کہ انعقاد مجلس میلاد شریف بشرطیکہ منکرات سے خالی ہو جیسے گانا باجا اور کثرت سے روشنی بیہودہ نہ ہو بلکہ روایات صحیحہ کے موافق ذکر معجزات اور ذکر ولادت حضرت محمد ﷺ کیا جائے۔ اور بعد اس کے اگر طعام پختہ یا شیرینی بھی تقسیم کی جائے اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ اس زمانہ میں جو ہر طرف سے پادریوں کا شور اور بازاروں میں حضرت ﷺ اور ان کے دین کی مذمت کرتے ہیں اور دوسری

طرف سے آریہ لوگ جو (خدا ان کو ہدایت کرے) پادریوں کی طرح بلکہ ان سے
زیادہ شور مچا رہے ہیں ایسی محفل کا انعقاد ان شرائط کے ساتھ جو میں نے اوپر ذکر کیں
اس وقت فرض کفایہ ہیں۔ مسلمان بھائیوں کو بطور نصیحت کہتا ہوں کہ ایسی مجلس کرنے
سے نہ رکیں اور اقوال بے جا منکروں کی طرف جو تعصب سے کہتے ہیں ہرگز نہ
التفات کریں اور معین یوم میں اگر یہ عقیدہ نہ ہو کہ اس دن کے سوا اور دن جائز نہیں تو
کچھ بھی حرج نہیں اور جواز اس کا بخوبی ثابت ہے اور قیام وقت ذکر میلاد کے چھ سو
برس سے جمہور علماء، صالحین، متکلمین اور صوفیا اور علماء محدثین نے جائز رکھا ہے"۔

(انوار ساطعہ صفحہ 294)

حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ:

پیر و مرشد علمائے دیو بند حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ مہاجر مکی
فرماتے ہیں:

"فقیر مجلس شریف میلاد مبارک کا مع ہیئت کذائیہ معمولہ علماء ثقافت صلحاء و
مشائخ کرام بارہا اقرار کر چکا ہے اور اکثر اس کا عامل ہے۔ جیسا کہ فقیر کی دیگر تحریرات
و تقریرات سے یہ مضمون ظاہر ہے۔ فقیر کو اس مجلس شریف کے باعث حسنات و برکات
کے معتقد ہونے کے علاوہ یہ عین الیقین ہے کہ اس مجلس مبارک میں فیوض و انوار و
برکات و رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے"۔

چرچا کرو:

"ایسے (پرفتن) وقت میں رسول اللہ ﷺ کے محامد اوصاف و مکارم

اخلاق کو مشتہر اشاعت عام کرنے کے لئے ہر مقام میں مجلس مولود شریف کا چرچا بڑا
عمدہ ذریعہ و مستحسن وسیلہ ہے"

دیدار:

ایک مرتبہ حضرت علامہ سید دیدار علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ میلاد شریف
پڑھ رہے تھے اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ بھی شریک تھے۔ حاجی صاحب
سنتے سنتے ایک دم کھڑے ہو گئے اور سب پر ایک کیفیت طاری ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد
حاجی صاحب سے سامعین نے پوچھا۔ حضرت میلاد شریف سنتے سنتے کھڑے
کیوں ہو گئے تھے؟ جبکہ قیام کا ذکر بھی نہیں آیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ آپ نے نہیں
دیکھا۔ میری ان آنکھوں نے دیکھا کہ آقائے نامدار ﷺ تشریف لائے۔ میرے
ذوق و شوق نے اور محبت رسول نے فوراً کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھنے پر مجبور کیا۔

(اخبار رضوان لاہور 14/7 اپریل 1952ء)

مدہوش رہا:

"میں خود مولود شریف پڑھواتا ہوں اور قیام کرتا ہوں اور ایک روز میرا یہ
حال ہوا کہ بعد قیام سب بیٹھ گئے مگر میں بے خبر کھڑا رہ گیا۔ بعد دیر کے مجھے ہوش آیا۔
تب بیٹھا"۔

مشرب فقیر:

"انوار ساطعہ (دربیان مولود و فاتحہ) را از اول تا
آخر شنیدم و بغور و تدبر نظر کردم همه تحقیق را موافق

"مذهب و مشرب خود بزرگان خود یافتم"

پیر کا مذہب:

"فی الحقیقت نفس مطلب کتاب انوار ساطعه موافق مذهب و مشرب فقیر و بزرگان فقیر است خوب نوشتید . جزاکم الله خیر الجزا."

(انوار ساطعہ صفحہ 298-299)

ہر سال انعقاد میلاد:

''مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں۔ بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں''۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۹)

جملہ اہل حرمین:

مولد شریف تمامی اہل حرمین کرتے ہیں۔ اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے اور حضرت رسالت مآب کا ذکر کیسے مذموم ہو سکتا ہے''

(شمائم امدادیہ صفحہ 88)

سلطان ابوسعید مظفر علیہ الرحمۃ ہر سال جشن عید میلاد النبی ﷺ پر تین لاکھ اشرفی خرچ فرماتے تھے اس زمانہ میں حضرت وحیہ کلبی صحابی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ایک جلیل القدر عالم شیخ ابوالخطاب نے مولود شریف کے بیان میں ''التنویر فی المولد البشیر النذیر'' کے نام سے ایک کتاب لکھ کر سلطان کو سنائی تو اس نے آپ کو ایک ہزار

اشرفی انعام دیا۔ سلطان ابوسعید کے متعلق علامہ ابن کثیر، علامہ زرقانی، امام سیوطی اور سبط ابن جوزی فرماتے ہیں کہ وہ بہت بہادر، جوانمرد، سخی، دلیر، عقلمند، عالم عادل اور قابل تعریف سیرت و عادت کا حامل تھا۔ محفل میلاد میں اس کے پاس اکابر علماء و صوفیاء کا اجتماع ہوتا تھا۔ وہ سلطان صلاح الدین ایوبی کا بہنوئی تھا۔ اور اس کی سخاوت وسادگی کا یہ عالم تھا کہ اسے معمولی پہننے پر جب توجہ دلائی گئی تو اس نے کہا کہ میں معمولی قیمت کا لباس پہن کر باقی فقراء پر صدقہ کروں۔ اس سے بہتر ہے کہ بیش قیمت لباس پہنوں اور فقراء ومساکین کو فراموش کردوں۔

سلطان موصوف عکا شہر میں فرنگیوں کا محاصرہ کئے ہوئے تھے کہ 633ء میں آپ کا انتقال ہوگیا۔ تاریخ ابن کثیر، مرآۃ الزمان۔ حسن المقصد، زرقانی

سلطان اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ:

نے 1084ء میں دارالحکومت سے چلنے سے پیشتر ایک اہلکار حافظ رحمت خان کو لاہور بھیجا کہ وہاں پہنچ کر میلاد شریف حضور ﷺ کا کما حقہ، انتظام 12 ربیع الاول کو کرے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ابھی ابھی شاہی مسجد اختتام کو پہنچی تھی۔ یہ جشن میلاد النبی ﷺ ایک طرح شاہی اہتمام کے ذریعے تعمیر مسجد کا اختتام تھا۔ چنانچہ یہ تقریب لاہور میں بادشاہ کے آنے پر 12 ربیع الاول 1082ھ کو منعقد ہوئی جس کے بعد بادشاہ 12 ربیع الثانی کو حسن ابدال پہنچا اور وہاں سے 17 ربیع الثانی کو کابل روانہ ہوا جیسا کہ تاریخ میں لکھا ہے اور مآثر عالمگیری کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے''۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 20-01-86)

سلطان مصر نے 12 ہزار آدمیوں کے سایہ کے لئے ایک خوبصورت سائبان بنوایا جو صرف میلاد شریف کے لئے لگایا جاتا تھا۔ اور پھر لپیٹ دیا جاتا تھا۔ امام ابن جزری فرماتے ہیں میں 785ھ میں سلطان مصر کی طرف سے منعقدہ محفل میلاد شریف میں حاضر ہوا اور محفل کی شان وشوکت دیکھ کر مجھ کو حیرت ہوئی۔ میرے خیال میں اس محفل میں دس ہزار مثقال سونا خرچ ہوا ہوگا۔ طعام خوشبو اور روشنی کا شاندار انتظام تھا پچیس حلقے چھوٹی عمر کے لڑکوں کے تھے جو قرأت سے قرآن پڑھتے تھے۔

(انوار ساطعہ بحوالہ المورد الروی وغیرہ)

فائدہ:...... مذکورہ حوالہ جات سے ہر انصاف پسند وسلیم الطبع مسلمان کے لئے روز روشن کی طرح جشن عید میلاد النبی ﷺ کا جواز واضح ہو گیا خواہ میلاد مولود شریف کی مجالس قائم کر کے تمام اہل اسلام، علماء وآئمہ اور سلاطین وجمہور مسلمین کا عمل واتفاق ہے کیونکہ نفس ذکر ولادت اور اصل تذکرۂ میلاد رسول اللہ ﷺ اور حضرات صحابہ وتابعین سے بیان ومنقول ہونا اتنا ظاہر وباہر ہے کہ اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں۔

اگرچہ مخالفین ہیت کذائیہ سے میلاد وجشن عید اور محافل ومجالس کے منکر ہیں تو وہ ان کی اندرونی بیماری کی وجہ سے ورنہ شریعت مطہرہ کا کوئی قانون نہیں کہ اصل فعل کے لئے ہیأت کی تبدیلی سے اصل بھی حرام ہو جائے۔

شرعی مثالیں:

اصل مقصود ہے نماز کا وضو۔ اب اس کی ہیأت میں کتنی تبدیلیاں آگئی ہیں۔

ایسے ہی مسجد میں نماز پڑھنا خواہ مسجد کی ہیأت کی کتنی ہی تبدیلیاں ہو جائیں، اور ہو گئی ہیں وغیرہ اب اگر کسی کو نماز نہ پڑھنے کی بیماری ہو تو وہ کہے کہ میں تو ٹونٹیوں پر وضو نہیں کرتا کہ یہ بدعت ہے۔ اور پانی کی بھی ٹینکی ہے وغیرہ وغیرہ۔ ایسے ہی کہے کہ میں مسجد میں نہیں جاتا کیونکہ یہ مسجد بدعت کی ان گنت باتوں پر مشتمل ہے۔ اس سے ہر انسان یقین کرے گا کہ اسے نماز نہیں پڑھنی ہے صرف عذر کر رہا ہے۔ ایسے ہم کہیں گے کہ ان لوگوں کو نبی علیہ السلام کے اعزاز واکرام سے ضد ہے بدعات کا صرف عذر ہے۔ ورنہ کس کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری پر اہل اسلام کو کتنا خوشی ہے وہ خوشی جس طریقہ سے ہو؟ اور یہ خوشی بجا ہے کیونکہ ربیع الاول کا وہ مبارک مہینہ ہے جس میں آفتاب نبوت ماہ رسالت ﷺ نے طلوع فرما کر اپنی ضیا پاشیوں سے تمام عالم کو منور فرمایا جس کے عالم وجود میں آتے ہیں کفر وضلالت کی ظلمتیں کافور ہو گئیں اور کائنات کا کونہ کونہ بقعۂ نور بن گیا دنیا پر ترقی کے دروازے کھل گئے وہ لوگ جو بجائے انسانوں کے خونخوار درندے بن چکے تھے کمال انسانیت کے مرتبے پر فائز ہو کر اخلاق واعمال کے پیکر بن گئے۔

بھٹکے ہوؤں پہ کی نظر رشکِ خضر بنا دیا	رہزنوں کو دی ندا بن گئے شمع رہبری
تیرے کرم نے ڈال دی طرح خلوص وبندگی	تیرے غضب نے بند کی رسم ورہ ستمگری
تیری پیغمبری کی یہ سب سے بڑی دلیل ہے	دشت نوردوں کو دیا تو نے شکوہ قیصری

فرزندان توحید اس دن کو یاد کر کے سرور عالم نور مجسم ﷺ کے حضور ہدیہ عقیدت وتحفہ صلوۃ وسلام پیش کر کے سعادت دارین حاصل کرتے ہیں۔ بعض بدبخت

ایسے بھی ہیں جو خود تو ایسی سعادت سے محروم ہوتے ہیں لیکن دوسرے اہل اسلام کو بھی روکتے ہیں نہ صرف روکتے ہیں بلکہ قرآن وحدیث کی آڑ لے کر طرح طرح کی رخنہ اندازیاں کرتے ہیں ہم نے اس رسالہ میں ان کے اعتراضات کو دور کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ بھی کوشش کی ہے کہ اس تقریب سعید پر اجر وثواب کے علاوہ اور کتنا دینوی فوائد نصیب ہوئے۔ تفصیل رسالہ المیلاد میں ہے مختصراً یہاں عرض کیے جاتے ہیں۔

میلاد شریف کی برکات وفوائد

تخفیف عذاب از ابولہب:

حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی پیدائش کے وقت ابولہب کی لونڈی ثوبیہ نے آکر ابولہب کو خبر دی کہ تیرے بھائی عبداللہ کے گھر فرزند (محمد ﷺ) پیدا ہوئے ہیں۔ ابولہب سن کر اتنا خوش ہوا کہ انگلی کا اشارہ کر کے کہنے لگا "ثوبیہ جا آج سے تو آزاد ہے" سب مسلمان جانتے ہیں کہ ابولہب سخت کافر تھا۔ قرآن پاک میں پوری سورۃ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ اس کی مذمت میں موجود ہے۔ مگر حضور پاک ﷺ کی ولادت کی خوشی کرنے کا جو فائدہ اس کو ہوا وہ بخاری شریف میں یوں مروی ہے:

فلما مات ابولهب قراة بعض اهله بشر حالة قال له ماذا لقيت قال ابولهب لم الق بعدكم خيرا انی سقيت فی هذاه بعتاقتی ثوبيه۔

(بخاری شریف)

کہ جب ابولہب مرا تو اس کے گھر والوں (حضرت عباس) نے اس کو

خواب میں بہت برے حال میں دیکھا۔ پوچھا کیا گزری؟ ابولہب نے کہا تم سے علیحدہ ہو کر مجھے خیر نصیب نہیں ہوئی۔ ہاں مجھے اس (کلمہ کی) انگلی سے پانی ملتا ہے (جس سے میرے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے) کیونکہ میں نے انگلی کے اشارہ سے ثوبیہ کو آزاد کیا تھا۔

شرح الحدیث:

حدیث ہذا کے متعلق شاہ حسین نے بتایا

(ا)...... حضرت علامہ امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فتح الباری صفحہ 118 ج 9 میں لکھتے ہیں کہ:

ذكر السهيلی ان العباس قال لما مات ابولهب رأيتة فی منامی بعد حول فی شر حال فقال ما يقيت بعدكم راحة الا ان العذاب يخفف عنی فی كل يوم الاثنين و ذالك ان النبی ﷺ ولد يوم الاثنين و كانت ثوبية بشرت ابا لهب بمولدة فاعتقها۔

امام سہیلی نے ذکر کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابولہب مر گیا تو میں نے ایک سال بعد اسے خواب میں دیکھا کہ وہ بہت برے حال میں ہے اور کہہ رہا ہے کہ تم سے جدا ہونے کے بعد مجھے راحت نہیں ملی۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ ہر پیر کے دن مجھ سے عذاب کی تخفیف کی جاتی ہے۔ حضرت عباس فرماتے ہیں یہ اس لئے کہ نبی پاک ﷺ کی ولادت پیر کے دن ہوئی اور ثوبیہ نے ابولہب کو آپ کی ولادت کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے اسکو خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔

کافر و مومن کا موازنہ:

ابولہب کافر تھا، ہم مومن، وہ دشمن، ہم غلام اس نے بھتیجا سمجھ کر بطور رسم خوشی کی تھی نہ کہ رسول اللہ ﷺ کے ہونے کی وجہ سے اور ہم رسول اللہ ﷺ سمجھ کر ولادت کی خوشی کرتے ہیں جب دشمن اور کافر کو خوشی کرنے کا اتنا فائدہ پہنچ رہا ہے تو غلاموں کو کتنا فائدہ پہنچے گا۔

دوستاں را کجا کنی محروم   تو کہ بادشمناں نظر داری

(۲)......سیدنا شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

دریں جا سند است مرا اهل موالید را که در شب میلاد آں سرور ﷺ سرور کنند و بذل اموال نمایند یعنی ابولهب که کافر بود چوں بسرور میلاد آنحضرت و بذل شیر جاریه وے بجهت آنحضرت جزا داده شد تا حال مسلماں مملو است به محبت و سرور بذل در وے چه باشد و لیکن باید که ازبدعتها که عوام احداث کرده انداز تغنی و آلات محرمه و منکرات خالی باشد۔

(مدارج النبوت)

اس واقعہ میں میلاد شریف کرنے والوں کی روشن دلیل ہے جو سرور عالم ﷺ کی شب ولادت میں خوشیاں مناتے اور مال خرچ کرتے ہیں یعنی ابولہب کافر تھا جب حضور پاک ﷺ کی ولادت کی خوشی اور لونڈی کے دودھ پلانے کی وجہ سے انعام دیا

گیا تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو ﷺ کی ولادت کی خوشی میں محبت سے بھرپور ہو کر مال خرچ کرتا ہے اور میلاد شریف کرتا ہے لیکن چاہیے کہ محفل میلاد شریف عوام کی بدعتوں، گانے اور حرام باجوں وغیرہ سے خالی ہو۔

(۳)......حافظ الحدیث علامہ ابوالخیر شمس الدین محمد بن محمد الجزری دمشقی رحمۃ اللہ علیہ اسی ابولہب کے واقعہ کو لکھ کر فرماتے ہیں:

فما بال حال المسلم الموحد من امته علیه السلام الذی یسر بمولده و یبذل ما اتصل الیه قدرته فی محبته ﷺ لعمری انما یکون جزاؤه من الله الکریم ان یدخله بفضله العمیم جنات النعیم۔

(زرقانی علی المواہب صفحہ 139)

کہ جب کافر ابولہب ولادت کی خوشی کرنے سے انعام پا گیا تو اس موحد مسلمان کا کیا حال ہے جو آپ کی ولادت سے مسرور ہو کر آپ کی محبت میں بقدر استطاعت خرچ کرتا ہے (فرماتے ہیں) میری جان کی قسم اللہ کریم کی طرف سے اس کی یہی جزاء ہوگی کہ اللہ کریم اپنے فضل عمیم سے اس کو جنات نعیم میں داخل فرمائے گا۔

فائدہ:......اسی لئے علامہ امام احمد بن محمد عسقلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ میلاد شریف کے متعلق فرماتے ہیں:

ولا زال اهل الاسلام یحتلون بشهر مولده علیه الصلوٰة

والسلام يعلمون الولائم و يتصدقون فی ليا ليه بانواع الصدقات ويظهرون السرور و يزيدون فی المبرات و يقنون بقراءة مولده الكريم و يظهر عليهم من بركاته كل فضل عميم و مما جرب من خواصه انه امان فی ذالك العام و بشریٰ عاجلة بنيل البغية لمرام فرحم الله امرأ اتخذ ليالی شهر مولده المبارك اعيادا ليكون اشد علة علی من فی قلبه مرض

(زرقانی علی المواہب صفحہ 139)

حضور پاک ﷺ کی ولادت کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے میلاد کی محفلیں منعقد کرتے چلے آئے ہیں اور خوشی کے ساتھ کھانے پکاتے اور دعوتیں کرتے اور ان راتوں میں قسم قسم کے صدقے و خیرات کرتے اور خوشی و مسرت کا اظہار کرتے اور نیک کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور آپ کے میلاد شریف کے پڑھنے کا خاص اہتمام کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ ان پر اللہ کے فضل عمیم اور برکتوں کا ظہور ہوتا ہے اور میلاد شریف کے خواص میں سے آزمایا گیا ہے کہ جس سال میلاد شریف پڑھا جاتا ہے وہ سال مسلمانوں کے لئے حفظ و امان کا سال ہو جاتا ہے اور میلاد شریف کرنے سے دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر بہت رحمتیں نازل فرمائے جس نے میلاد کی مبارک راتوں کو خوشی و مسرت کی عیدیں بنا لیا تا کہ یہ میلاد مبارک کی عیدیں سخت ترین علت و مصیبت ہو جائیں اس پر جس کے دل میں مرض و عناد ہے۔

فائدہ:...... امام قسطلانی کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ ماہ ربیع الاول میں میلاد کی محفلوں کے منعقد کرنا، ذکر میلاد کرنا، کھانے پکا کر دعوتیں کرنا، قسم قسم کے صدقے و خیرات کرنا، خوشی و مسرت کا اظہار کرنا، نیک کاموں میں زیادتی کرنا ہمیشہ سے اہل اسلام کا طریقہ رہا ہے۔ اور ان امور کی بدولت ان پر اللہ تعالیٰ کے فضل عمیم اور اس کی برکتوں کا ظہور ہوتا ہے۔ محفل میلاد کی برکتوں سے سارا سال امن و امان سے گزرتا ہے اور دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں اور ماہ میلاد کی راتوں کو عید منانے والوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوتی ہیں۔ اور ربیع الاول شریف کی یہ خوشیاں اور عیدیں ان لوگوں کے لئے سخت مصیبت ہیں جن کے دلوں میں نفاق کا مرض اور عداوت رسول اللہ کی بیماری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں ہوں۔ امام قسطلانی پر بلاشبہ حق اور سچ فرمایا۔ باقی فوائد و فضائل فقیر کے رسالہ ''المیلاد'' میں ہیں۔

۱...... میلاد شریف (ربیع الاول) میں انعقاد محفل میلاد اہل اسلام کا طریقہ رہا ہے۔

۲...... کھانے پکانے کا اہتمام اور انواع و اقسام کے خیرات و صدقات ماہ میلاد کی راتوں میں اہل اسلام ہمیشہ کرتے رہے ہیں۔

۳...... ماہ ربیع الاول میں خوشی و مسرت کا اظہار شعار مسلمین ہے۔

۴...... ماہ میلاد کی راتوں میں زیادہ سے زیادہ نیک کام کرنا مسلمانوں کا طریقہ چلا آ رہا ہے۔

۵...... ماہ ربیع الاول میں میلاد شریف پڑھنا اور قرأت میلاد پاک کا اہتمام خاص کرنا مسلمانوں کا محبوب طرز عمل رہا ہے۔

٦......میلاد کی برکتوں سے میلاد کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل عمیم ہمیشہ سے ظاہر ہوتا چلا آرہا ہے۔

٧......محفل میلاد کے خواص سے یہ مجرب خاصہ ہے کہ جس سال میں محافل میلاد منعقد کی جائیں تو وہ تمام سال امن وامان سے گزرتا ہے۔

٨......انعقاد محافل میلاد مقصود ومطلب پانے کے لئے جلد آنے والی خوشخبری ہے۔

٩......میلاد مبارک کی راتوں کو عید منانے والے مسلمان اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے اہل ہیں۔

١٠......ربیع الاول شریف میں میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرنا اور ماہ میلاد کی ہر رات کو عید منانا ان لوگوں کے لئے سخت مصیبت ہے جن کے دلوں میں نفاق کا مرض اور عداوت رسول ﷺ کی بیماری ہے۔

اولیائے امت وعلمائے ملت کی بھی سنیئے

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ:

"میں اس بات کو محبوب رکھتا ہوں کہ اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو میلاد شریف کے پڑھوانے پر صرف کردوں"

سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ:

"جو میلاد شریف میں شامل ہوا اور اس کی تعظیم کی۔ تحقیق وہ ایمان میں کامیاب ہوگیا"۔

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ:

"جس نے میلاد شریف کے پڑھوانے کے لئے کھانا تیار کیا اور مسلمانوں کو جمع کیا اور روشنی کی۔ نیا لباس پہنا اور خوشبو اور عطر لگایا میلاد کی تعظیم کے لئے تو اللہ بروز قیامت حضرات انبیاء کے ساتھ حشر کرے گا۔ اور وہ اعلیٰ علیین میں ہوگا"۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ:

"جس نے میلاد کے لئے مسلمانوں کو جمع کیا اور کھانا تیار کرایا اور احسان کیا اور اس کو پڑھوانے کا سبب بنا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو بروز حشر صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ اٹھائے گا اور وہ جنات نعیم میں پہنچے گا۔

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ:

"جس شخص نے ایسی جگہ کا قصد کیا جہاں میلاد شریف پڑھا جا رہا ہو تو اس نے جنت کے باغوں میں سے ایک کا قصد کیا۔ اس لئے کہ اس نے محض نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے لئے ایسا کیا"۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ:

جس نے نمک یا گندم یا کسی کھانے کی چیز پر میلاد شریف پڑھوایا تو اس شے میں برکت ظاہر ہوگی جو اس کو حاصل ہوئی اور اللہ تعالیٰ اس کے کھانے والے کی مغفرت کردے گا"۔

"اگر پانی پر میلاد شریف پڑھوایا تو جو اس پانی کو پیے گا اس کے قلب میں ہزار نور داخل ہوں گے اس کے قلب سے ہزار کینہ اور بیماری نکل جائے گی اور اس کا قلب اس دن مردہ نہ ہوگا جس دن دل مردہ ہو جائیں گے"۔

"جس نے نقدی و کرنسی پر میلاد پڑھوایا اور رقم کو دوسری رقم میں ملایا تو اس میں برکت ہوگی اور نہ یہ شخص محتاج ہوگا نہ اس کا ہاتھ خالی ہوگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ:

"جس گھر یا مسجد یا محلہ میں میلاد شریف پڑھا جائے گا تو فرشتے اس پر چھا جائیں گے اور ان کے حاضرین پر دعا و رحمت کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت و خوشنودی سے نوازے گا"۔

"جو مسلمان اپنے گھر میں میلاد شریف پڑھوائے گا اللہ تعالیٰ اس گھر کو قحط و وباء، جلنے ڈوبنے اور آفات و بلیات اور بغض و حسد اور بدنظری اور چوری سے محفوظ رکھے گا اور جب وہ مرجائے گا تو اس پر منکر نکیر کے جواب آسان کرے گا اور وہ سچائی کی جگہ میں حضور الٰہی میں رہے گا"۔

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ:

اکابر بزرگان دین کے ارشادات مبارکہ نقل فرما کر لکھتے ہیں:

"جس کا میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کا ارادہ ہو اس کے لئے تو اتنا ہی کافی ہے اور جس کے دل میں تعظیم نہیں ہے اس کے لئے اگر تو دنیا بھر کی تعریفیں لکھ ڈالے تو بھی اس کا دل محبت نبوی میں متحرک نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ان میں رکھے جو تعظیم کرنے اور قدر پہچاننے والے ہیں (النعمۃ الکبریٰ)

ناظرین غور فرمائیں کہ اکابر مشائخ و صلحائے امت و علمائے ملت کو اس پاک

تقریب سے کتنے فوائد نصیب ہوئے اب کوئی ان فوائد و برکات کو ٹھکرا کر صرف بدعت بدعت کی رٹ لگائے تو اسے کیا کہا جائے گا۔

اب سنئے میلاد دشمنی میں ان کے دل کی بھڑاس:

دشمنان میلاد کے دل کی بھڑاس:

تصریحات مذکورہ ان برگزیدہ شخصیات کی ہیں جن کے طفیل دولت اسلام محفوظ ہو کر ہمارے ہاں پہنچی اور جن کے صدقے علم و عمل کا دم بھرنے والے علماء بلکہ مسلمان بنے۔

روز روشن کی طرح میلاد شریف کے ثبوت و جواز اور منکرین میلاد کے اکابر کی تائید کے باوجود دیوبندی، مودودی، وہابی مکتب فکر کے لوگ اپنی ضد وہٹ دھری کے باعث جشن میلاد النبی ﷺ کے شدید ترین منکر و مخالف ہیں یہاں تک کہ مجلس میلاد میں خلاف شرع امر نہ پائے جانے کی صراحت و اہتمام کے باوجود بھی اس نورانی تقریب و پاکیزہ محفل کو ممنوع و ناجائز ٹھہرایا جاتا ہے۔

گنگوہی:

مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے:

"عقد مجلس مولود اگرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام و تداعی اس میں بھی موجود ہے۔ لہٰذا اس زمانہ میں درست نہیں"۔

(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ 410)

سوال:...... محفل میلاد میں جس میں روایات صحیحہ پڑھی جاویں اور لاف گزاف اور

روایات موضوعہ اور کاذبہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے؟

جواب:...... ''ناجائز ہے۔ بسبب اور وجوہ کے''۔

(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ 427)

مودودی:

نام نہاد جماعت اسلامی کا امیر مولوی مودودی لکھتا ہے کہ

۱...... ''یہ بغیر کسی ثبوت علمی کے ان بزرگوں کی ولادت و وفات۔۔۔ کرامات و خوارق اور اللہ کے ہاں ان کی تقربیات کی کیفیات کے متعلق ایک پوری میتھالوجی تیار ہو گئی جو بت پرست مشرکین کی میتھالوجی سے ہر طرح لگا کھا سکتی ہے۔''

(تجدید و احیاء دین صفحہ 12)

۲...... ''میرے نزدیک میلاد یا سیرت کے یہ جلسے جو ربیع الاول کے موسم میں ہوتے ہیں مسلمانوں کے ان تفریحی مشاغل میں شامل ہو گئے ہیں جن سے مقصود بجز اپنے نفس کو فریب دینے کے اور کچھ نہیں اس لئے میں اس قسم کے جلسوں میں شرکت کو نہ صرف یہ کہ غیر مفید سمجھتا ہوں بلکہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ کہیں ہم مسلمانوں کو اس پرانی بیماری کی قوت پہنچانے کے مجرم نہ بن جائیں''۔۔

(ماہنامہ ترجمان القرآن 1945ء)

۳...... یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ عین میلاد کے دن لاہور میں شیطان کا علم (جھنڈا) بلند کیا گیا''

(نوائے وقت 5-07-66)

۴...... یہ تہوار جشن عید میلاد جسے حادی اسلام ﷺ سے منسوب کیا جاتا ہے حقیقت

میں اسلامی تہوار ہی نہیں۔ اس کا کوئی ثبوت اسلام میں نہیں ملتا حتیٰ کہ صحابہ کرام نے بھی اس دن کو نہیں منایا۔ صد افسوس کہ اس تہوار کو دیوالی اور دسہرہ کی شکل دے دی گئی ہے۔ لاکھوں روپیہ برباد کیا جا رہا ہے۔

(ہفت روزہ قندیل لاہور 3-7-66)

مکتب دیوبندی کا پیام شاہجہانپوری:

''عید میلاد النبی کے روز ایسا معلوم ہوتا تھا کہ لاہور بدمعاشوں، لفنگوں اور آبرو باختہ لوگوں سے بھرا پڑا ہے''

(ہفت روزہ حمایت اسلام لاہور 1964)

مکتب دیوبندی کا پیام اسلام:

دیوبندی فرقہ کا ترجمان ہفت روزہ پیام اسلام 12 اگست 1963ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:

'' ہر سال 12 ربیع الاول کو زور شور سے میلاد کا میلہ بھرا جاتا ہے۔ مسلمانوں کا لاکھوں کروڑوں روپیہ برباد کیا جا رہا ہے۔ شور و شغب جلوس جھنڈیاں ہو باروشنیاں گیٹ اور طرح طرح سے روپیہ پانی کی طرح اڑانے کی صورتیں کی جاری ہیں۔ اور غضب یہ ہے کہ نام رکھ دیا گیا ''عید میلاد النبی''

غیر مقلدین کا الاعتصام:

نام نہاد جمیعت اہلحدیث کا ترجمان ہفت روزہ الاعتصام 14 اگست 1964ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ میلاد النبی منانے والے'' شیطان کے بھائی اور

خدا اور سول کے دشمن ہیں اور اس دن دکانیں بند رکھنے والے دنیاوی نقصان کے علاوہ اخروی نقصان بھی کرتے ہیں۔(ملخصاً)

غیر مقلدین کا ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث:

جماعت اہلحدیث کا خصوصی ترجمان ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث 23 ربیع الاول 1380ھ کی اشاعت میں لکھتا ہے:

''میلاد النبی بدعت کبریٰ ہے۔اس کا شریعت حقہ میں کوئی اصل وثبوت نہیں اور شرعاً اس کے جواز کی کوئی صورت نہیں ہوسکتی''۔

صنادید دیوبند:

مولوی خلیل احمد دیوبندی و مولوی رشید احمد گنگوہی:

''یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں۔یا مثل روافض کے نقل شہادت اہل بیت ہر سال بناتے ہیں۔معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور یہ خود یہ حرکت قبیحہ قابل لوم وحرام وفسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہوئے۔وہ تاریخ معین پر کرتے ہیں ان کے یہاں کوئی قید ہی نہیں جب چاہیں یہ خرافات فرضی بناتے ہیں''۔(براہین قاطعہ صفحہ 148)

اسی کتاب میں محبان شان رسالت قائلین میلاد مبارک کا تمسخر اڑاتے ہوئے لکھا ہے:

''مولودیوں کے عقیدہ میں نجات کو یہی عمل کافی ہے۔۔۔مولود میں کہ دو آنہ کی ریوڑی پر جمع ہوتے ہیں۔کون سا احتشام ہے''۔

(براہین قاطعہ صفحہ 172-181)

ناظرین از روئے انصاف و ایمان ایک طرف گزشتہ اوراق میں میلاد شریف کے متعلق امت کا عمل اور بزرگان دین کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں اور دوسری طرف منکرین میلاد، دیوبندی، مودودی، وہابی مولویوں کی ان عبارات کو دیکھ کر اندازہ فرمائیں کہ یہ لوگ محض ذکر میلاد پاک وعظمت وشان رسالت کے اظہار پر، پروانگان شمع رسالت اہل سنت و جماعت کے خلاف کس طرح گالیاں بکتے کیچڑ اچھالتے اور تمسخر اڑاتے ہیں۔اور باین دستار وریش کیسی غلیظ گفتگو اور بدزبانی ودریدہ دہنی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔کیا ان کی یہ روش شان رسالت وغلامان رسالت کے خلاف ان کے اندرونی خبث وعداوت کا ثبوت نہیں۔

انصاف اے انصاف والو!

کس قدر ستم ظریفی وسنگدلی ہے کہ خود یہ لوگ بلا ثبوت وبغیر سند جب چاہیں جو چاہیں جشن منائیں اور جب پیارے مصطفی ﷺ کے جشن میلاد کا ذکر آئے روکنے کے لئے اس طرح ایڑی چوٹی کا زور لگائیں اور زبان درازی کریں۔

شرم ان کو مگر نہیں آتی

ناجائز:

میلاد النبی ﷺ کو ناجائز ٹھہرانے کے لئے کبھی یہ لوگ اس کو بے ثبوت ٹھہراتے ہیں کبھی یادگار منانا ممنوع بتاتے ہیں کبھی تاریخ اور دن کے تعین پر اعتراض کرتے ہیں کبھی اہتمام وتداعی کو غلط کہتے ہیں کبھی دور صحابہ میں اس ہیئت کا نہ ہونا

ظاہر کرتے ہیں اور کبھی وقت و دولت کے ضیاع اور جھنڈی، روشنی دروازہ بنانے پر
معترض ہوتے ہیں۔ مگر خود اپنی ذاتی و مسلکی تقاریب، جلوس، جلسہ اور کانفرنسوں میں
ان سب امور کا رتکاب کرنے کے باوجود نہ ان کی رگ توحید پھڑکتی ہے اور نہ عدم جواز
کی کوئی شق دامن گیر ہوتی ہے اگر یہ امور ان کے بیان کے مطابق میلاد شریف کے
عدم جواز کا باعث ہیں تو انہی امور کی بناء پر انہیں اپنی تمام تقاریب سے بھی دستبردار و
تائب ہو جانا چاہئے ورنہ ہم یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں گے کہ ان کے بیان کردہ
امور تقریب میلاد کے عدم جواز کا باعث نہیں بلکہ انہیں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے
ساتھ جو اندرونی عداوت و مخالفت ہے وہ انہیں آپ کے ذکر پاک و میلاد شریف سے
روکنے پر مجبور کرتی ہے اور بس لیکن چونکہ از روئے تقیہ و منافقت یہ لوگ اس بات کا
برملا اظہار نہیں کرتے اس لئے مختلف امور کی بے معنی آڑ لے کر ذکر حبیب ﷺ سے
ورغلانے کی کوشش کرتے ہیں اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ یہی منافقین کی معنوی اولاد
ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ کی دشمنی میں وہ کہتے تھے کچھ تو کرتے تھے کچھ اور فقیر نے ان
کو بھانپ لیا اور انہیں پڑھ سنایا۔

بهر رنگے که خواهی جامه مے پوشی
من انداز قدت را می خوب شناسم

جائزہ:

منکرین میلاد کی محبوب خدا ﷺ سے عداوت و مخالفت نہیں تو اور کیا ہے کہ
میلاد النبی ﷺ کی نورانی تقاریب محافل و مجالس اور جلوس و جلسے تو ناجائز لیکن وہ خود
بڑی شان و شوکت سے اپنی تقاریب مناتے محافل سجاتے اور جلوس و استقبال اور جلسہ
و کانفرنس کا پروگرام سرانجام دیتے ہیں وہ جائز۔ کسی نے کیا خوب فرمایا ہے:

یہ جو بھی کریں بدعت و ایجاد روا ہے
اور ہم جو کریں محفل میلاد برا ہے

عید میلاد النبی کے منکر کی سزا:

مولانا محمد برخوردار ملتانی محشی نبراس شرح عقائد میں فرماتے ہیں کہ میرے
زمانے میں دو واقعے عبرت انگیز ہوئے پہلا واقعہ نواب محمد علی خان بہادر والی ٹونک
نے "مراۃ السنیہ السنیہ رد قبیح مجلس المولودیہ" میں مجلس میلاد کی نسبت سخت زبان
درازیاں کیں چند روز ہی کے بعد ولایت ٹونک سے معزول ہو کے بنارس بند کئے گئے
عمر بھر مصیبت جھیلنی پڑی اور حکومت کی حسرت کو ساتھ لے گئے۔

نواب صدیق حسن بھوپالی کی سزا:

دوسرا واقعہ نواب صدیق حسن خان بہادر نے بعض وجوہ سے بھوپال میں
ایسا رشد پیدا کیا کہ امیر الملک والا جاہی کے خطاب سے سرفراز ہوا۔ اتفاق سے
بھوپال میں کسی اہلسنت نے اپنے گھر میں مجلس میلاد کی۔ نواب صاحب سخت برہم
ہوئے سخت از جار (جھڑک) کیا یہاں تک کہ مکان کھودنے کا حکم دیا۔ تھوڑے دن
گزرے تھے کہ حکومت ہاتھ سے جاتی رہی۔ خطاب سلب ہو گیا عزل کی تاریخ یہ ہے

چہ نواب بھوپال معزول شد

گیرید پند ایھا الغافلون

سال تاریخ ہاتف زغیب

چنیں گفت لا یفلح الظالمون

(غوث اعظم صفحہ 10-11 مطبوعہ ملتان)

نقشہ جائز و نا جائز:

نا جائز	رسول اللہ ﷺ کا یوم پیدائش منانا بدعت و نا جائز
جائز	ان کے مولویوں کا یوم پیدائش جائز و ضروری ہے۔
نا جائز	غوث اعظم کی گیارھویں شریف۔ داتا گنج بخش علی ہجویری اور سلطان غرب الہند غریب نواز اجمیری رضی اللہ عنہم کا عرس بدعت و احداث فی الدین
جائز	اپنے مولویوں کی برسی باعث سعادت اور احیائے اسلام کے عین مطابق
نا جائز	میلاد عرس میں ختم و درود اور تلاوت و نعت خوانی نا جائز
جائز	ان کے مولویوں اور لیڈروں کی مدح و ستائش اور سیاسی قصے کہانیاں وہابی توحید کا حسین ثمرہ
جائز	نماز عید کے خطبہ کے بعد دعا مانگنا (کسی حدیث سے ثابت نہیں)
نا جائز	جنازہ کی نماز کے بعد دعا مانگنا نا جائز (حالانکہ احادیث سے ثابت ہے)
جائز	ہر تلاوت و نظم وغیرہ میں "صدق اللہ العلی العظیم پڑھنا (کسی حدیث سے ثابت نہیں)

نا جائز	آذان کے بعد یا صلوٰۃ وسلام پڑھنا حرام اور بدعت
جائز	ایمان مجمل و مفصل اور شش کلمے پڑھے جاتے ہیں کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ اگر چہ پڑھنے کا انکار نہیں۔
نا جائز	درود تاج، درود لکھی، درود ہزارہ
جائز	مدرسہ دار العلوم۔ مکتب، تعلیم القرآن پھر ان کے ہزاروں بلکہ لاکھوں تک علیحدہ اسماء مشہور ہوئے۔ مثلاً جامعہ فلاں، دار القرآن، دار الحدیث، دار العلوم فلاں وغیرہ وغیرہ پھر ان کی تعمیرات کے مختلف ڈیزائن وغیرہ۔
نا جائز	اولیائے کرام بلکہ خود نبی آخر الزمان ﷺ کے روضہ جات (حرام) اولیاء کرام سے منسوب سلاسل (قادریہ چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، اویسیہ (نا جائز) خانقاہوں کی تعمیرات، لنگر خانے وغیرہ وغیرہ)
جائز	نماز کی زبان سے نیت کرنا (صدیوں بعد کی ایجاد ہے) حالانکہ یہ بھی بدعت ہے۔
نا جائز	اذان سے پہلے یا بعد کو درود شریف کیونکہ یہ بدعت ہے۔
جائز	قرآن مجید کو تیس پاروں پر تقسیم کرنا ان کے علیحدہ علیحدہ نام رکھنا ان پر اعراب اور شد وغیرہ وغیرہ (کیونکہ قرآن پڑھنے میں سہولت ہوتی ہے)
نا جائز	رسول اللہ ﷺ کے میلاد وغیرہ کے لئے آرائش و زیبائش اور عید کی طرح خوشی وغیرہ۔

جائز	طالب علم، متعلم، درویش، تلمیذ، سٹوڈنٹ وغیرہ، مدرس معلم استاد، شیخ پھر ان کے درجات، شیخ الحدیث، صدر مدرس، شیخ القرآن جیسے ہزاروں القاب وخطابات
ناجائز	حضور علیہ السلام کو دافع البلاء والوباء جیسے القاب اور درودوں میں القاب وغیرہ بڑھانا
جائز	تعلیم کے اوقات شوال سے آغاز شعبان میں اختتام۔ ہفتہ میں جمعہ کے روز چھٹی۔
ناجائز	گیارہویں شریف ومیلاد شریف اور عرس اور جمعراتیں وغیرہ کی تاریخیں حرام وناجائز وغیرہ
جائز	امتحانات سہ ماہی، شش ماہی، نوماہی، سالانہ
ناجائز	تیجہ، دسواں، چہلم، برسی وغیرہ سب حرام
جائز	مدرسہ چلانے کی کمیٹی، مہتمم، ناظم، سیکرٹری، خزانچی، اراکین، ممبران وغیرہ
ناجائز	سلاسل طیبہ چلانے کے لئے سجادہ نشین خلیفہ وغیرہ
جائز	طریق تعلیم کی تقسیم (سال اول، دوم، سوم الخ) جملہ فنون کی ایجاد یعنی بدعات ہی بدعات کی تدریس، صرف نحو، منطق، فقہ اصول ادب، تفسیر وغیرہ، صرف ونحو، فقہ وغیرہا کو ترتیب وار پڑھانا مثلاً صرف بہائی، پھر ابواب الصرف ایسے ہی پہلے نحو میر، پھر شرح مائۃ عامل ہدایۃ النحو، ایسے ہی قدوری، پھر کنز وغیرہ وغیرہ۔ جملہ فنون پڑھا کر آخر میں صحاح ستہ وغیرہ پڑھانا بخاری شریف کو قرآن کے بعد درجہ دینا۔

ناجائز	ایصال ثواب کے لئے قرآن شریف پڑھنا۔ مقررایام میں جمع ہونا ودیگر رسوم اولیاء واہلسنت کے معمولات (حرام)
جائز	مدرسین برائے تعلیم اسلام کی تنخواہیں
ناجائز	اولیائے کرام کے مزارات پر چراغاں کے پیسے اور نذرانے اور مشائخ کی نذرونیاز
جائز	قالینوں اور دریوں کے فرش بچھانا، لاؤڈ سپیکر لگانا
ناجائز	اولیائے کرام کی مزارات، قبہ جات اور روشنیاں آرائش وزیبائش حرام۔
جائز	ٹائم مقرر کر کے تقریریں کرنا کروانا، طالبعلموں کو سندیں وغیرہ دینا۔
ناجائز	ٹائم مقرر کر کے میلاد گیارہویں وعرس ودیگر خیراتیں کرنا۔
جائز	جلسوں کے رنگ برنگے اشتہار چھاپنا، لاؤڈ سپیکر وپبلسٹی کرنا۔
ناجائز	میلاد کا چراغاں اور اولیاء کے مزارات کا چراغاں کیونکہ اسراف ہے۔
جائز	مقررین کے لئے زادہ راہ بھیجنا۔ ان کے استقبال کو جانا۔
جائز	مولویوں کو لمبے لمبے القاب دینا، مولویوں کو تقریروں کا معاوضہ دینا ان کے نعرے لگوانا۔
ناجائز	میلاد وجلسوں میں سلام وقیام حرام اور بزرگوں کے نام ادب سے کہنا
جائز	بخاری شریف کا وقت مقرر کر کے ختم کرنا اور اس کا نام ختم بخاری رکھنا۔
ناجائز	قرآن مجید کا ختم برائے ایصال ثواب وغیرہ عرس وختم وغیرہ۔

جائز	درسگاہوں کے لئے مختلف ہتھکنڈوں سے چندے وصول کرنا چندہ بٹورنے کے لئے رسید بکیں چھاپنا۔ چندہ دے کر رسید لینا۔
ناجائز	عرسوں کے لئے نذرانے وصول کرنا اور میلاد کے جلسوں کے لئے امداد مانگنا وغیرہ وغیرہ۔
جائز	سالانہ رپورٹ اور روئیداد چھاپنا، مدارس کی تشہیر بذریعہ اخبارات و اشتہارات کرنا وغیرہ۔

نوٹ: فقیر ان کے علاوہ اور بھی نشاندہی کر سکتا ہے لیکن دانا را اشارہ کافی است۔ جیسے یہ امور دین کے فائدے کے لئے ایجاد ہوئے تو شرعاً جائز بلکہ موجب اجر وثواب۔ ایسے ہی ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے وارثین کاملین اولیاء کرام کی محبت اور ان کی عزت وعظمت اور شان وشوکت کے اظہار کے لئے ایجادات مباح و جائز اور موجب خیر وصد برکات ہیں۔

سوال:...... حضور نبی پاک ﷺ کی ولادت 9 ربیع الاول کو ہوئی اور 12 ربیع الاول کو وفات ہوئی۔ اس اعتبار سے 12 ربیع الاول کو عید میلاد النبی خلاف تحقیق ہے۔ اسی روز کو حضور اکرم ﷺ کے لئے آنسو بہانا اور غم (ماتم) کرنا چاہئے۔ جیسے صحابہ کرام سے ثابت ہے۔

جواب:...... دیوبندی، وہابی فرقہ کی غلط بیانی ہے بلکہ اگر کہا جائے کہ انہوں نے عمداً اپنی جہالت وسفاہت کا بھانڈا چوراہے پر خود بخود چور چور کیا ہے تو بجا ہے ورنہ کتب سیر واحادیث اور ان کی شروح میں صاف اور واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ بارہ ربیع

الاول وفات اور 9 تاریخ کی ولادت کی تاریخ غلط اور بالکل غلط ہے۔ بلکہ صاف صاف لکھا ہے کہ 9 تاریخ کسی ہیئت دان کی تحقیق ہے جو تاریخی حیثیت سے بالکل غلط ہے اور 12 ربیع الاول جہاں کسی نے لکھا ہے تو وہ کاتبوں کی غلط ہے کہ عربی میں "ثانی عشر ربیع الاول" کو ثانی شہر الخ بنا دیا گیا ہے اور اردو میں 12 ربیع الاول کی بجائے 2 ربیع الاول لکھا گیا ہے۔ چنانچہ فتح الباری شرح بخاری میں بہت بڑی بحث کے بعد یہی نتیجہ نکالا گیا ہے کہ ولادت 12 ربیع الاول پر اہل اسلام کا اجماع واتفاق ہے۔ لیکن افسوس کہ ان لوگوں نے دشمنی میلاد میں کیا کیا کہہ دیا۔ تفصیل فقیر کے رسالہ "12 ربیع الاول میں ولادت نہ کہ وفات" میں ہے۔ سر دست یہاں چند عبارات لکھ دیتا ہوں تاکہ سوال وجواب تشنۂ تکمیل نہ رہے۔

ا...... شارح بخاری امام احمد قسطلانی قدس سرہ نے لکھا ہے:

والمشهور انه يوم الاثنين ثاني عشر ربيع الاول و هو قول محمد بن اسحاق وغيره قال و عليه عمل اهل مكة (قديماً و حديثاً) في زيارتهم موضع مولده في هذا الوقت.

اور مشہور یہ ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ سوموار اور 12 ربیع الاول کو پیدا ہوئے اور یہی قول محمد بن اسحاق ودیگر علماء نے فرمایا اور اسی پر اہل مکہ کا قدیماً وحدیثاً عمل ہے کہ وہ آج تک اسی تاریخ کو آپ کے پیدا ہونے کی جگہ کی (خصوصیت سے) زیارت کرتے ہیں۔

(زرقانی علی المواہب صفحہ 132)

۲...... علامہ امام محمد بن عبدالباقی المالکی الزرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

وقال ابن کثیر وهو المشهور عند الجمهور و بالغ ابن الجزار فنقل فیه الاجماع وهو الذی علیه العمل

(زرقانی صفحہ 132/1)

ابن کثیر نے فرمایا ہے کہ جمہور کے نزدیک وہی 12 ربیع الاول ہی مشہور ہے اور محدث ابن الجوزی وابن الجزار دونوں نے اس پر اجماع نقل کیا ہے اور اسی پر عمل ہے۔

۳......علامہ ابن اثیر اور ابن ہشام صرف محمد بن اسحاق کی ہی روایت کو اختیار فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

ولد رسول الله ﷺ یوم الاثنین لا ثنتی عشر لیلة خلت من شهر ربیع الاول.

رسول اللہ ﷺ پیروار کے دن بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔

(ابن ہشام صفحہ 167/1 کامل ابن اثیر صفحہ 205/1)

۴......عارف کامل حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ولادت وے ﷺ روز دو شنبہ دوازدهم ربیع الاول پنجاه و پنجروز بعد از واقعه فیل بود

کہ حضور نبی پاک ﷺ کی ولادت واقعہ اصحاب فیل کے پچپن روز بعد بروز پیر بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔

(شواہد النبوۃ صفحہ 22)

۵......علامہ ابو جعفر محمد بن جریر الطبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

و مولود حضرت رسالت مآب صلی الله علیه وسلم آن سال بود که ابرهه سپاه و پیل بدر کعبه آورده بود و هلاك گشت و رسول الله ﷺ در امسال بوجود آمده بود، در روز دو شنبه دوازدهم غزه شهر ربیع الاول

(تاریخ طبری جلد سوم صفحہ 339)

اور حضور نبی پاک ﷺ کی ولادت اسی سال میں جس سال ابرہہ بادشاہ لشکر و ہاتھی لے کر کعبۃ اللہ شریف پر حملہ آور ہو کر آیا تھا اور وہیں ہلاک ہو گیا تھا بروز پیر بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔

۶......شیخ المحققین علامہ شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بدان که جمهور اهل سیر و تواریخ برآنند که تولد آنحضرت ﷺ در عام الفیل بود، بعد از چهل روز یا پنجاه و پنج روز و این قول اصح اقوال است و مشهور آنست که در ربیع الاول بود و بعضے علماء دعویٰ اتفاق برین قول نموده و دوازدهم ربیع الاول بود و بعضے گفته اند بدو شبے که گزشته بود ند از وے و بعضے هشت شبے که گزشته بود و اختیار بسیارے از علماء براین است و نزد بعضے ده نیز آمد و قولا ول اشهر و اکثر است و عمل اهل مکه براین است و زیارت کردن

ایشاں موضع ولادت شریف را دریں شب و خواندن مولود.

(مدارج النبوۃ صفحہ 14 جلد 2)

کہ جمہور اہل سیر وتواریخ اس پر متفق ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی ولادت واقعہ اصحاب فیل کے چالیس 40 یا پچاس روز بعد اسی سال ہوئی اور یہی قول تمام اقوال سے صحیح ہے اور مشہور یہ ہے کہ ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ تھی اور بعض علماء اس قول پر اتفاق واجماع بیان کرتے ہیں اور بعضے فرماتے ہیں کہ ربیع الاول کی دو تاریخ کو اور بعضے فرماتے ہیں کہ آٹھ تاریخ کو پیدا ہوئے اور بعض کے نزدیک دسویں رات ہے اگرچہ آٹھویں تاریخ کو بہت علماء نے اختیار فرمایا ہے لیکن قول اول یعنی بارہ ربیع الاول شریف زیادہ مشہور ہے اور اسی پر علماء کی اکثریت ہے اور اہل مکہ کا اسی پر عمل کہ اسی تاریخ کو جائے ولادت پر حاضر ہو کر اسی کی زیارت کرتے اور میلاد شریف پڑھتے ہیں۔

فیصلہ:

حضور اکرم ﷺ کا مقام ولادت مکہ معظمہ ہے اور اہل مکہ کا قدیم سے ہر سال بارہ ربیع الاول کو جائے ولادت پر حاضر ہونا اور میلاد شریف پڑھنا اس کی روشن دلیل ہے کہ آپ کی تاریخ ولادت بارہ ربیع الاول ہے کیونکہ صاحب البیت اور گھر والے کو گھر کی زیادہ خبر ہوتی ہے اور پھر ہر زمانہ اور ہر دور میں ہر فرقہ کے علماء بارہ ربیع الاول شریف لکھتے چلے آرہے ہیں بلکہ اس پر اجماع کا بھی دعویٰ بھی منقول ہے ورنہ اتفاق اہل اسلام کے متعلق تو انکار نہیں ہو سکتا ہے حضرت علامہ طیبی شارح مشکوٰۃ و استاد صاحب مشکوٰۃ رحمہما اللہ لکھتے ہیں:

واتفقوا علی انه ولد یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول

اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ بروز پیر اور 12 ربیع الاول میں پیدا ہوئے۔

مخالفین کے گھر کی گواہی:

فقیر اس سلسلہ میں غیر مقلدین اور دیوبندیوں کے اکابرین کی تصریحات پیش کرتا ہے کہ انہوں نے بھی لکھا ہے کہ نہ تو سرور عالم علیہ السلام کی ولادت باسعادت 9 ربیع الاول شریف ہے اور نہ ہی آپ کا وصال پاک 12 ربیع الاول کو ہوا اس پر فقیر کا رسالہ "12 ربیع الاول دیوبندی کتب فکر کے" مفتی محمد شفیع صاحب سیرت خاتم الانبیاء صفحہ 918 " پر لکھتے ہیں۔ الغرض جس سال اصحاب فیل کا حملہ ہوا۔ اس کے ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ روز دوشنبہ دنیا کی عمر میں ایک نرالا دن ہے کہ آج پیدائش عالم کا مقصد لیل ونہار کے انقلاب کی اصل غرض آدم اور اولاد آدم کا فخر کشتی نوح کی حفاظت کا راز ابراہیم کی دعا اور موسیٰ وعیسیٰ کی پیشینگوئیوں کا مصداق، یعنی ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ ﷺ رونق افروز عالم ہوتے ہیں۔

(سیرت خاتم الانبیاء صفحہ 918)

فائدہ:...... عبارت منقولہ بالا سے واضح ہو گیا ہے کہ دیوبندی پارٹی کے معتبر و مستند مفتی محمد شفیع صاحب تاریخ پیدائش 12 ربیع الاول تسلیم کر رہے ہیں۔ اب جو شخص اپنے عالم کی بات نہیں مانتا اسے مفتی صاحب سے کیوں موافقت۔

سوال:...... اگر کوئی کہے کہ اس میں مورخین کا اختلاف ہے اور مفتی صاحب نے صرف ایک قول نقل کیا ہے؟

جواب:.......اس کا جواب خود مفتی صاحب سے ہی سن لیں وہ اسی عبارت میں "بارہویں تاریخ" پر نمبر 1 کا نشان دے کر حاشیہ پر لکھتے ہیں۔

1 اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ولادت با سعادت ماہ ربیع الاول میں ہوئی دوشنبہ کے دن ہوئی۔ لیکن تاریخ کے تعین میں چار اقوال مشہور ہیں۔ دوسری، آٹھویں، دسویں، بارہویں، حافظ مغلطائی نے دوسری تاریخ کو اختیار فرما کر دوسرے اقوال کو مرجوح قرار دیا۔ مگر مشہور قول بارہویں تاریخ کا ہے یہاں تک کہ ابن الجزار نے اسپر اجماع نقل کر دیا ہے۔ اور اسی کو کامل ابن اثیر میں اختیار کیا ہے اور محمود پاشا فلکی مصر نے جونویں تاریخ کو بذریعہ حسابات اختیار کیا ہے یہ جمہور کے خلاف ہے۔ سند قول ہے اور حسابات پر بوجہ اختلاف مطالع ایسا اعتماد نہیں ہو سکتا ہے۔

(12 سیرت خاتم الانبیاء صفحہ 8)

فوائد:......منقولہ بالا عبارات سے حسب ذیل فوائد واضح ہوئے۔

۱......کہ ولادت باسعادت نو ربیع الاول قرار دینا صرف محمود پاشا فلکی مصری کا قول ہے جو خلاف جمہور ہے۔ نا معلوم دیو بندی حضرات خلاف جمہور قول کو کیسے مان رہے ہیں۔ شاید کوئی حکمت عملی مخفی ہو جو خود ہی جانتے ہیں۔ اور ہم تو یہی کہیں گے کہ وہ قوم مسلم سے عید میلاد النبی ﷺ کی مسرت چھیننا چاہتے ہیں۔

۲......دوسری بات یہ واضح ہوئی کہ ابن جزار اور ابن اثیر مورخین نے لکھا ہے کہ بارہ ربیع الاول یوم ولادت باسعادت ہے اور ابن جزار نے تو اس پر اجماع نقل کر دیا ہے۔ دیو بندی حضرات خرق اجماع کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

اشرف علی تھانوی:

حکیم الامت صاحب لکھتے ہیں "اور تاریخ میں اختلاف ہے۔ آٹھویں یا بارہ کذا فی الشمامہ (نشر الطیب صفحہ ۳۰۲۲) یہاں تھانوی صاحب بھی دو تاریخیں لکھ رہے ہیں۔ آٹھویں اور بارہویں۔ بہر حال نو ربیع الاول کو تھانوی صاحب نے بھی ذکر نہیں کیا۔ رہی یہ بات کہ یہاں نشر الطیب میں دو تاریخیں نقل کی گئی ہیں تو اس سے پہلے مفتی شفیع صاحب ابن الجزار سے اجماع نقل کر چکے ہیں کہ تاریخ ولادت باسعادت بارہ ربیع الاول شریف ہے۔ اب نشر الطیب کے آٹھویں کے قول سے استفادہ ٹھیک نہ ہوگا۔ نیز تھانوی صاحب نے ۹ ربیع الاول کا قول ذکر ہی نہیں کیا اور مفتی شفیع صاحب نے ذکر کر کے بے سند قول بتایا ثابت ہوا کہ دیو بندی اپنے معتبر عالم کا قول نہیں مانتے۔ اب اگر وہ لوگ اپنے بڑوں کی بات نہ مانیں تو ان کی مرضی ورنہ حق ظاہر ہو چکا ہے اور شکوک و شبہات کے بادل چھٹ گئے ہیں۔ ولادت کے بعد اب تاریخ وصال کا حال سنیئے:

تاریخ وصال:.......

اب ہم دوسری بات بھی مخالفین کے اکابر کی تحریر سے ثابت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تاریخ وصال بارہ ربیع الاول شریف نہیں ہے۔

۱......مفتی مذکور نے سیرت خاتم الانبیاء صفحہ 111 کے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ 12 ربیع الاول کو وفات واقع ہوئی اور یہی جمہور مورخین لکھتے چلے آئے ہیں لیکن حساب سے کسی طرح یہ تاریخ وفات نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ بھی متفق علیہ اور یقینی امر ہے کہ وفات دو شنبہ کو ہوئی اور یہ بھی یقینی امر ہے کہ آپ کا حج 9 ذی الحج روز جمعہ کو ہوا۔ ان دونوں

باتوں کو ملانے سے 12 ربیع الاول روز دوشنبہ میں نہیں پڑتی۔ اسی لئے حافظ ابن حجر نے شرح صحیح بخاری میں طویل بحث کے بعد اس کو صحیح قرار دیا ہے کہ تاریخ وفات دوسری ربیع الاول ہے۔ کتابت کی غلطی سے 2 کا 12 اور عربی عبارت میں ثانی شہر ربیع الاول کا ثانی عشر ربیع الاول بن گیا۔ حافظ مغلطائی نے بھی دوسری تاریخ کو ترجیح دی۔

(حاشیہ سیرت خاتم الانبیا صفحہ 111)

۲......دیوبندیوں کے حکیم تھانوی صاحب نے (نشر الطیب صفحہ 205) میں لکھا ہے کہ "اور وفات آپ کی شروع ربیع الاول 10ھ روز دوشنبہ کو قبل از زوال یا بعد زوال آفتاب ہوئی" وفات پر ۔ نشان لگا کر حاشیہ میں لکھتے ہیں ۔ اور تاریخ تحقیق نہیں ہوئی اور بارہویں جو مشہور ہے وہ حساب درست نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس ذوالحجہ کی نویں جمعہ کو تھی۔ اور یوم وفات دوشنبہ ثابت ہے پس جمعہ کی نویں ذی الحجہ ہو کر بارہ ربیع الاول دوشنبہ کو کسی طرح نہیں ہو سکتی۔

(نشر الطیب صفحہ 205) حاشیہ

فیصلہ:

عید میلاد النبی ﷺ کے خلاف منکرین میلاد کی مایہ ناز بنیاد زیر نظر مضمون کی روشنی میں ان کے اکابر علماء ہی کی تصریحات سے منہدم ہو گئی۔ اور واضح ہو گیا کہ تاریخ وصال وولادت کے متعلق ان کا استدلال کمزور اور خلاف تحقیق ہے جسے یہ لوگ اپنی جہالت یا مغالطہ دہی کی بناء پر پیش کرتے ہیں صحیح وتحقیقی چیز یہی ہے کہ 12 ربیع الاول

ہی حضور پرنور ﷺ کی ولادت باسعادت کی تاریخ اور یوم مسرت وتشکر ہے اسی پر مکہ مکرمہ میں عمل ہوتا رہا ہے۔ اور اسی پر امت کا تعامل واجماع ہے۔

مخالفین کا مشترک امام:

نجدیوں، وہابیوں، (غیر مقلدوں دیوبندیوں اور مودودیوں کے) امام ابن کثیر نے لکھا کہ شروع سے اب تک اہل مکہ 12 ربیع الاول ہی کو رسول اللہ ﷺ کی جائے ولادت کی زیارت کرتے ہیں بلکہ ابن جوزی اور ابن جزار نے اس پر اجماع نقل کیا ہے یعنی اجماع اکثری یا اجماع فعلی اس لئے سلف وخلف 12 ربیع الاول ہی کے دن اور رات کو عمل مولد پر متفق ہیں۔ اور تمام شہروں بالخصوص حضور کی جائے ولادت مکہ مکرمہ میں 12 ربیع الاول ہی کو یوم میلاد کہا جاتا ہے۔

امام داؤدی:

امام داؤدی نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں حضور پاک ﷺ کی جائے ولادت مسجد حرام کے بعد باقی سب مقامات سے افضل ہے اور اس وقت (نجدی دور سے قبل) وہاں "مسجد مولود" مشہور ہے اور اہل مکہ ہر سال میلاد شریف کی رات اس جگہ عیدین سے بڑھ کر محافل کا انعقاد فرماتے ہیں"

(جواہر البحار صفحہ 1147 تا 115)

اہل محبت ان حوالہ جات کو پڑھ کر اپنا ایمان تازہ کریں اور غور فرمائیں کہ کیا اس قدر وضاحت وصراحت اور امت کے اجماع وتعامل کے بعد بھی 12 ربیع الاول کے تعین اور حضور پرنور ﷺ کے یوم میلاد ومقام میلاد کی عظمت واہمیت میں شبہ اور

اسے بطور عید منانے میں کوئی شک نہیں رہتا۔

مجدد غیر مقلدین:

غیر مقلدین کی پارٹی کے مجدد جناب صدیق حسن بھوپالی نے لکھا ہے کہ" بعض نے کہا دہم اور بعض نے کہا دوازدہم۔ ماہ مذکور (یعنی ربیع الاول) کو اہل مکہ کا عمل اسی پر ہے" طیبی نے کہا روز دوشنبہ دوازدہم ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔ (بالاتفاق)

(الشمامة العنبریہ صفحہ 7)

الجوبہ:

ہمارے دور کے غیر مقلدین تو رسول اللہ ﷺ کے میلاد 12 ربیع الاول کو ماتم (غم) اور حزن کے اظہار کی تلقین کر رہے ہیں لیکن ان کا مجدد اس دن سے یعنی ربیع الاول کی 12 تاریخ کو جو اظہار فرح میلاد نہیں کرتا ہے کافر کہتا ہے۔ چنانچہ الشمامة العنبریہ فی مولد خیر البریہ صفحہ 12 میں لکھا ہے کہ عبارت سابقہ سے اظہار فرح میلاد نبوی پر پایا جاتا ہے۔ سو جس کو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور اس نعمت کے حصول پر خدا کا شکر نہ کرے بلکہ منکر ہو تو وہ مسلمان نہیں۔

شیعہ پارٹی:

شیعہ فرقہ بھی 12 ربیع الاول کی تعین میں مخالفت کرتا ہے۔ ہم ان کے ایک بہت بڑے مجتہد اور صحاح اربعہ سے ایک حوالہ پیش کرتے ہیں:

کلینی اصول کافی صفحہ 277 مطبوع نولکشور نے لکھا

ولد النبی ﷺ لا ثنتی عشر لیلة مضت من شهر ربيع

الاول فی عام الفیل

سرور عالم ﷺ عام الفیل میں 12 ربیع الاول میں پیدا ہوئے۔

فائدہ:...... فقیر نے ہر فرقہ کے اکابر کی تصریحات لکھ دی ہیں پھر بھی کوئی اپنی ضد کو نہیں چھوڑتا تو ہمارا کیا قصور۔

سوال:...... میلاد کے مہینے میں رسول اللہ ﷺ کی وفات تو تم بھی مانتے ہو۔ 12 ربیع الاول نہ سہی کوئی اور تاریخ سہی لیکن اس ماہ میں رسول اللہ ﷺ کا فوت ہونا یقینی ہے اور یہ بھی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ اسی دن صحابہ کرام خوب روئے یہاں تک کہ حضرت عمر و عثمان و فاطمہ و دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، عقل کھو بیٹھے اور یوم وفات کو قیامت سے تعبیر کیا گیا۔ لیکن تم رسول اللہ ﷺ کی ولادت کے لئے کسی صحابی کی خوشی کا قول پیش نہیں کر سکتے۔ سوائے ابولہب کے ایک خواب کی بات کے معلوم ہوا کہ ہم (وہابی، دیوبندی) صحابیوں کی اقتداء کرتے ہیں اور تم ابولہب کی۔ (معاذ اللہ)

جواب:...... اس اعتراض کی تفصیل تو ہم نے "12 ربیع الاول ولادت ہوئی نہ کہ وفات" میں ہے سر دست ایک مختصر مضمون حاضر ہے

قاعدہ:...... حضور نبی پاک ﷺ زندہ ہیں۔ زندہ کا ماتم نہیں ہوتا۔ وہابیوں اور بعض دیوبندیوں کے نزدیک نبی مر کر مٹی میں مل گئے اس لئے وہ ماتم کریں تو ان کے مذہب میں جائز ہوگا۔ ہمارے نبی علیہ السلام زندہ ہیں اس لئے ہم زندہ نبی علیہ السلام کی خوشی مناتے ہیں۔ ماتم نہیں۔

قاعدہ:...... جس طرح امر شرع اسلاف صالحین نے سمجھ کر اس پر عمل کیا ہمیں

کروڑواں حصہ بھی نصیب نہیں بلکہ ہم ان کے طفیل اسلام کی دولت سے نوازے گئے ہیں اور فقیر نے کتاب میلاد میں دلائل سے ثابت کیا ہے کہ ابتدائے اسلام سے ہی اہل اسلام کہتے چلے آرہے ہیں کہ:

ربیع الاول فرحت و سرور کا مہینہ ہے۔ تمام عالم اسلام اس ماہ مبارک میں میلاد کی خوشیاں مناتا ہے اور عید سے زیادہ فرح و سرور کا لطف اٹھاتا ہے۔ حضور کی تشریف آوری کی خوشی کے سامنے مسلمان ہر ایک غم کو بھول جاتا ہے لیکن روز اول ابلیس کو غم لاحق ہوا تو آج اس کے چیلوں کو۔

قاعدہ نمبر ۱۳ اظہار نعمت پر سرور و فرحت:

سب مانتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کا ظہور پروردگار عالم کی عظیم ترین نعمت ہے۔ نعمت الٰہی کا ذکر اور اس پر شکر اور اس کی یادگار قائم کرنا، خوشی منانا شریعت میں ثابت ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوا:

اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

اپنے رب کی نعمت کا چرچا کرو۔

حضور علیہ السلام کا استدلال:

خود حضور علیہ السلام نے اس قاعدہ کا استدلال یوں فرمایا کہ آپ (حضور سید عالم ﷺ) نے یہود کو حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار مناتے اور اپنی فتح کے دن روزہ رکھتے ملاحظہ فرمایا تو ارشاد فرمایا: نحن احق و اولیٰ بموسیٰ منکم ہم حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشی منانے اور

یادگار قائم کرنے اور شکر بجالانے کے تم سے زیادہ اولیٰ واحق ہیں۔ یہ فرما کر حضور نے خود روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم دیا اور یادگار قائم کرنے کی ایک سنت قائم فرمادی۔

(رواہ البخاری و مسلم)

دوسرا استدلال:

رسول اللہ ﷺ نے دوسرے طریق سے اس قاعدہ کی وضاحت فرمائی وہ اس طرح ہے کہ مسلم شریف کی ایک اور حدیث میں مذکور ہے کہ حضور اکرم ﷺ اس دن کے روزہ کا حکم فرماتے ہیں اور لوگوں کو اس پر ترغیب دلاتے

كان رسول الله ﷺ يامر بصيام عاشوراء و يحث عليه و يتعاهدنا منه۔

(رواہ مسلم عن جابر)

باوجودیکہ حضور اقدس ﷺ یہود کی مخالفت فرماتے اور اس کا حکم دیتے تھے لیکن یادگار حضرت موسیٰ علیہ السلام کا روزہ ترک نہ فرمایا بلکہ صحابہ نے خدمت اقدس میں عرض بھی کیا کہ اس دن کو یہود معظم جانتے ہیں اور اس کی تعظیم کرتے ہیں اس کے جواب میں بھی یہ ارشاد فرمایا:

لان بقيت الىٰ قابل لا صوم من التاسع (رواه مسلم عن ابن عباس) و فى رواية عن ابن عباس رضى الله عنه قال صوموا التاسع والعاشر و خالفوا اليهود۔

باوجود مخالفت یہود کے ترک صیام گوارا نہ کیا۔ بلکہ اس سے قبل ایک اور

روزہ بڑھانا منظور کیا۔

ہمارا موقف واضح ہوگیا:

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محبوبانِ خدا پر جو نعمتیں پروردگارِ عالم کی ہوں۔ ان کا شکر ادا کرنا اور ان کے بعد قرنوں ان کی یادگاریں قائم کرنا اور سال بسال جب وہ وقت آئے وہ تاریخ پہنچے اسی وقت اس کی خوشی منانا اور اطاعت الٰہی بجالا کر شکر حق ادا کرنا سنت رسول کریم ﷺ ہے۔ حضور انور ﷺ کی ولادت مبارکہ بڑی عظیم ترین نعمت ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فتح کی یادگار منانا سنت ہو تو حضور اقدس ﷺ کی ولادت کی خوشی منانا کیونکر سنت اور موجب رحمت و برکت نہ ہوگا۔ اور اس نعمت عظمیٰ کا ادائے شکر مسلمانوں کے لئے کس طرح قابل اعتراض ٹھہرے گا۔

ولادت کی یاد منانا سنت رسول ہے:

صحاح کی روایت سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود اپنی ولادت مبارکہ کی یاد منائی اور یاد منانے پر خود بہترین استدلال فرمایا:

"بروایت صحیح مروی ہے:...... سئل رسول الله ﷺ من صوم یوم الاثنین فقال فیه ولدت و فیه انزل علی (رواه مسلم عن ابن قتاده رضی الله عنه

یعنی حضور انور ﷺ دوشنبہ کو روزہ رکھتے تھے۔ اس کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا اسی دن میری ولادت ہوئی اور اسی روز مجھ پر قرآن نازل کیا گیا۔

طریق استدلال:

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں نعمتوں کے اظہار تشکر کے لئے اس دو شنبہ کی تعیین کرنا مسنون ہے۔ غلاموں کے لئے تو آقا کی ولادت کا دن بے اندازہ فرح و سرور کا دن تھا۔ لیکن سرکار دولت مدار نے خود اس دن روزہ رکھ کر اس دن کی عظمت کو نیازکیشوں کے لئے مسنون فرمادیا۔ حضور کی ولادت شریفہ کی یادگار اس روز نعمت الٰہی کا شکر بہجت و سرور مسلمانوں کا فطری و قلبی جذبہ ہونے کے علاوہ شرعی و دینی طریقہ اور سنت سنیہ ہے اس لئے ماہ ولادت ربیع الاول شریف کو روز سعادت و بہجت یا عید میلاد کہا جاتا ہے۔

ازالہ اوہام وہابیہ:

اس ماہ میں وفات ہوئی لیکن چونکہ وفات کے لفظ سے غم و ماتم کی تجدید ہوتی ہے اس کو شریعت مطہرہ جائز نہیں رکھتی بلکہ مکروہ فرمایا ہے۔ لہٰذا رسول کی وفات کہنا یا اس دن کو اس نام سے نامزد کرنا اور اسی طرح محافل میلاد مبارک میں ذکر وفات داخل کرنا مستحسن نہیں۔ اس سے مسلمانوں کے دل مغموم ہوتے ہیں۔ اسلامیہ کتب اور احادیث مرویہ میں کہیں حکم نہیں بلکہ اشارہ تک نہیں۔ کہ اس دن غم کرو بلکہ سرور و فرحت کے اظہار کا حکم بھی ہے اور جملہ اہل اسلام بلکہ کون و مکان سوائے ابلیس کے سبھی خوشیاں مناتے رہے اور مناتے رہیں گے۔ سوائے ابلیس کے چیلوں کے۔ یہی وجہ ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے سال بسال ماتم کو علمائے اسلام نے مکروہ لکھا ہے۔

(مجمع البحار)

حالانکہ ان کا واقعہ جانکاہ قیامت ہی تو تھا اور صحابہ کرام اہلبیت رضی اللہ عنہم کا غم والم وقت کے تقاضہ پر تھا نہ کہ اجرائے احکام اسلام کے لئے۔ اگر اجرائے احکام کے لئے تھا تو اعلان فرمایئے تا کہ تمہارے مسلک کے لوگ اس روز ماتم کریں اور ہم اہل سنت خوشی پھر کہنا پڑے گا قسمت اپنی اپنی نصیب اپنا اپنا۔

بہر حال شرعی اصول پر اسی ماہ میں غمگین ہونا۔ رونا دھونا کسی حال سے صحیح نہیں بلکہ سرور وفرحت واظہار بہجت وراحت لازمی ہے جیسا کہ فقیر پہلے بھی چند حوالہ جات لکھ چکا ہے۔ صحابہ کرام کا وقتی طور پر اظہار مسرت کیا کرتے جبکہ اس وقت اسلام سے انہیں روشناسی بھی نہ ہوئی تھی۔ ہاں جب انہیں روشناسی ہوئی پھر جتنا انہوں نے اظہار سرور وفرحت کیا ہمیں کروڑواں حصہ بھی نصیب نہیں جیسا کہ فقیر کی کتاب میلاد میں مفصل ہے۔

ازالہ وہم:

ابولہب کے اظہار مسرت سے ہمارا استدلال نہیں بلکہ حدیث تقریری سے ہی ہم نے دلیل اخذ کی کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے خواب پر تصدیق ثبت فرمائی۔ اور اس سے ہی جملہ محدثین وفقہاء نے محافل میلاد اور مجالس کے انعقاد پر دلائل بیان کئے۔ اور میلاد شریف کے برکات وفضائل پر استدلال فرمایا۔

سوال:...... مخالفین کہتے چلے آرہے ہیں کہ شرعی عیدین تو صرف دو ہیں لیکن تم نے شیعوں کی طرح یہ تیسری عید میلاد النبی ﷺ کہاں سے نکال لی چنانچہ فیصل آباد سے شائع ہونے والے ایک وہابی ہفت روزہ کی سنیئے:

تیسری عید:

"المنبر" نے لکھا ہے کہ "حضور ﷺ نے صراحۃً فرمایا کہ میری امت کے لئے عیدیں دو ہیں عید الضحیٰ اور عید الفطر۔ اب امت میں کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ اسلام میں ایک تیسری عید کا اضافہ کرے"۔ (28 ربیع الاول)

توضیح اُویسی:

ان الفاظ سے "المنبر" کا مقصود اس "عید" کی مخالفت کرنا ہے۔ جس کے صدقے امت کو عید الفطر و عید الضحیٰ نصیب ہوئی اگر یہ عید نہ ہوتی تو دنیا عید الفطر و عید الضحیٰ سے بھی محروم رہتی۔

ازالہ وہم:...... جہاں تک عید الفطر اور عید الضحیٰ کا تعلق ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام میں یہ دو مخصوص ایام ہیں جن کے احکام وحدود شرعاً متعین ہیں اور اس طرح کی اور کوئی عید نہیں۔ لیکن یہ سمجھنا کہ ان دو عیدوں کے علاوہ اور کہیں لفظ عید کا استعمال نہیں اور ان کے علاوہ کسی اور جگہ لفظ عید کا اطلاق عقیدہ اسلام وسنت کے منافی ہے سخت جہالت وتعدی ہے کیونکہ:

﴿۱﴾...... عید الفطر و عید الضحیٰ کے علاوہ خود حضور پاک ﷺ نے "یوم جمعہ" کو بھی عید فرمایا ہے"۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۳)

﴿۲﴾...... بلکہ حضرت عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے جمعہ کے علاوہ یوم عرفہ پر بھی عید کا اطلاق آیا ہے۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۱ مرقات صفحہ ۲۱۲)

﴿۳﴾......صاحب روح البیان علامہ اسمٰعیل حق رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ:

''خواص اہل اللہ ومحبوبان خدا کا ہر یوم، یوم عید ہے اور جو اخص الخواص ہیں ان کا ہر سانس ''عید'' ہے بلکہ سانس اترنے چڑھنے کے لحاظ سے ان کے لئے ہر سانس میں دو عیدیں ہیں''۔

ترجمان ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور کا بیان گزرا کہ ''مومن کی پانچ عیدیں ہیں جس دن گناہ سے محفوظ رہے۔ جس دن دنیا سے ایمان سلامت لے جائے۔ جس دن پل صراط سے سلامتی کے ساتھ گزر جائے، جس دن دوزخ سے بچ کر جنت میں داخل ہو۔ جب پروردگار کے دیدار ورضا سے بہرہ یاب ہو''۔

(تنظیم اہلحدیث 17 مئی 1963ء)

اور ابن داؤد غزنوی غیر مقلد کے علاوہ فقیر نے شارح مشکوٰۃ حضرت ملا علی قاری اور امام المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور مفسر محقق امام راغب اور امام بغوی رحمہم اللہ کے علاوہ بہت سے محققین اسلام کے اقوال لکھے ہیں۔ جنہوں نے تصریح فرمائی ہے کہ لغوی لحاظ سے میلا دالنبی (ﷺ) کے علاوہ ہر خوشی اور فرحت کو عید کہا ہے۔

فائدہ...... ہماری اس تحقیق ومذکورہ حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ عیدالفطر وعید الاضحیٰ کے علاوہ بھی مختلف مواقع پر عید کا اطلاق آیا ہے۔ بلکہ از روئے لغت وقرآن ہر مسرت کے دن کو عید کہا جاتا ہے اور چونکہ حضور ﷺ کا یوم میلاد سب سے زیادہ خوشی ومسرت کا دن ہے اسی لئے اسے ''عید'' کہنا ہر طرح حق جائز صحیح اور مناسب ہے۔ اور حضرات بزرگان دین ومحدثین کرام نے صرف یوم میلاد ہی کو نہیں بلکہ ربیع الاول

شریف کی راتوں کو بھی عیدیں قرار دیا ہے۔ مخالفین کا یہ کہنا کہ عیدیں صرف دو ہی ہیں اور عید میلادالنبی ﷺ فرمان نبوت کے خلاف ہے۔ محض جہالت وعظمت وشان مصطفوی سے عداوت پر مشتمل ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

فائدہ...... یاد رہے کہ عید میلادالنبی ﷺ محض حصول نعمت ومسرت وشکرانہ کے طور پر کہا جاتا ہے۔ یہ مبارک عید نہ عیدالفطر وعیدالاضحیٰ کے مقابلہ کے لئے ہے اور نہ اس سے ان کی حیثیت واہمیت ختم کرنا مقصود ہے لہٰذا اسے کسی طرح بھی بدعت قرار نہیں دیا جاسکتا۔ کیونکہ اس سے ان کی شرعی حیثیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ان عیدوں کی نوعیت اور ہے اور عید میلادالنبی ﷺ کی نوعیت اور ہے۔

علمی محاسبہ:

شریعت مطہرہ میں ہزاروں شرعی اصطلاحات کا استعمال غیر اصطلاح میں ہوتا ہے۔ جن میں صرف لفظاً اشتراک ہوتا ہے۔ احکام متعلقہ کا ذرہ برابر بھی ان پر اجراء نہیں صرف معمولی مناسبت ہے۔ ان الفاظ مصطلحہ کا ان دوسرے افعال پر اطلاق ہوتا ہے۔ مثلاً:

﴿۱﴾......حرم کا لفظ مکہ مکرمہ پر احکام شرعیہ کے مجموعہ سے مستعمل ہوگا۔ حرم نبوی پر اطلاق ہے لیکن احکام نہیں۔

﴿۲﴾......عمرہ کے احکام مخصوص ہیں لیکن قبا شریف کے دوگانہ کو عمرہ سے کہا گیا ہے۔ (ترمذی)

﴿۳﴾......طواف کعبہ شریف سے مخصوص ہے لیکن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ

علیہ نے القول الجمیل میں اللہ والوں کے ارد گرد برائے حصول فیض و برکت گھومنے کو طواف کا لقب دیا ہے۔

﴿۴﴾...... ھدایہ و تحائف اولیاء و علماء و مشائخ کو نذر و نیاز کہا جاتا ہے۔
(کذا قال شاہ رفیع الدین فی فتاواہ)

﴿۵﴾...... قرآن و نبی علیہ السلام اور دیگر معظمات کی قسم علے سبیل الجنۃ اور قرآن مجید میں قسمیں وارد ہیں۔

﴿۶﴾...... اعتکاف دخول مسجد میں نیت اعتکاف اگر چہ لحہ بھر۔

﴿۷﴾...... اذان کا اطلاق برائے (دفع مرگی۔ تلاش راہ، بچہ کے کان میں، غمگین کے غم دور کرنے کے لئے وغیرہ وغیرہ۔ اس سے وہ اذان جو قبر پر پڑھی جاتی ہے۔ اس کا نام اذان ہے۔ لیکن حقیقت میں تلقین میت ہے۔ تفصیل دیکھئے ایذان الاجر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ یا فقیر کا رسالہ "الاذان علے القبر" پڑھئے۔ اسی سے وباء و طاعون کے دفعیہ کے لئے اذان پڑھنا وغیرہ۔

﴿۸﴾...... جنازہ کی نماز کے بعد لفظوں میں تو اسے دعا سے تعبیر کیا جاتا ہے لیکن دراصل وہ تعزیت کا ایک طریقہ ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا رسالہ بذل الجوائز یا فقیر کا رسالہ "الفوائد المتازہ" پڑھیے۔

﴿۹﴾...... صوفیاء کرام کی اصطلاحات مشہورہ بندگی (عبادۃ) بمعنی نیاز و عجز اور ایسے ہی سجدہ کا لفظ وغیرہ وغیرہ۔

ان کے علاوہ دیگر مسائل بکثرت ہیں۔ خوف طوالت سے نمونہ کے طور عرض کر دیئے گئے ہیں جن سے واضح ہوا کہ معمولی مناسبت سے شرعی اصطلاحی الفاظ استعمال کے

جائیں تو حرج نہیں۔

قاعدہ:

وہ مخصوص الفاظ جو شرع کی اصطلاح میں آئے ہیں وہ دوسرے ان معنوں میں مستعمل ہوں گے جن پر عرف کا غلبہ ہوگا کیونکہ عرف کو شرع کی اصطلاح پر غلبہ ہے جیسا کہ اصول فقہ میں مستقل ایک باب اسی بحث میں آیا ہے اور حضرت امام ابن العابدین شامی قدس سرہٗ نے اسی موضوع پر ایک رسالہ "نشر العرف" لکھا ہے۔

انتباہ:

عرف سے عرف عام مراد ہے نہ کہ کسی خاص پارٹی کا اسی لئے مرزا غلام احمد قادیانی کو شرعی اصطلاح کے توڑنے پھوڑنے پر علماء کرام نے کافر کہا ہے مثلاً اس نے الہامات کو وحی الٰہی (نبوت) اور اپنے لئے نبی اور اپنے متعلقین کو صحابی اور اپنے گھر والوں پر لفظ اہل بیت اور اس کے لئے اور اس کے موتی کے لئے علیہ السلام وغیرہ کا اطلاق کیا ہے۔

شیعہ کا عرف:

ایسے ہی شیعہ کا اہل بیت پر علیہ السلام کا اطلاق ہے اور جو اہل سنت بے خبری سے حضرت علی اور حسنین کریمین اور بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہم پر لفظ علیہ السلام کا اطلاق کر دیتے ہیں یہ ناجائز ہے۔

آخری گزارش:

فقیر نے اپنی بساط پر چند سطور عرض کر دیے ہیں اہل اسلام کو میلاد النبی کی خوشی میں زیادہ سے زیادہ یہاں تک کہ اگر روزانہ ہی یہ پاک محفل منعقد کریں تو بجا ورنہ گا ہے گا ہے۔

اور یہ تلقین فقیر اویسی کی بھی ہے کہ فقیر نے اس پاک محفل کے انعقاد سے بہت بڑے فوائد و برکات حاصل کئے اور مخالفین کے ایک مجدد نے بھی لکھا۔

صدیق حسن بھوپالی:

اس میں کیا برائی ہے کہ اگر ہر روز ذکر حضرت نہیں کر سکتے تو ہر اسبوع (ہفتہ) ہر ماہ میں التزام اس کا کریں ج۔

(الشمامہ صفحہ 5)

نوٹ:...... ممکن ہے یہ تصنیف اس کی معزولی اور میلاد پر سخت سزا یابی کے بعد کی ہو۔ ورنہ آپ پہلے پڑھ آئے ہیں کہ اس نے میلاد شریف کی محفل منعقد کرنے پر کیسی ناشائستہ حرکت کی۔

حکومت پاکستان کا شکریہ:

الحمد اللہ ہماری گورنمنٹ پاکستان ہر سال عید میلاد النبی کے موقع پر یوں اعلان کرتی ہے۔

جشن میلاد النبی شایان شان طریقہ سے منایا جائے

اہلِ پاکستان سے حکومت پاکستان کی اپیل:

''لاہور 13 مئی (اپ پ) پورے ملک میں عید میلاد النبی کی تقریب پورے احترام اور وقار سے منائی جائے گی۔ مرکزی حکومت نے فلاں تاریخ کو عام تعطیل کا اعلان کیا ہے۔ عید میلاد النبی کی تقریبات کا آغاز صبح سرکاری و نیم سرکاری عمارتوں پر قومی پرچم لہرانے سے ہوگا۔ اس روز مختلف انجمنوں کی طرف سے عید میلاد کی محفلیں منعقد ہوں گی۔ جس میں سرور کائنات ﷺ کی حیات مقدسہ پر روشنی ڈالی جائے گی اور نبی آخر الزمان کے حضور میں خراج عقیدت پیش کیا جائے گا۔

ریڈیو پاکستان کے تمام اسٹیشنوں سے اس دن خاص پروگرام نشر کئے جائیں۔ ان پروگراموں میں سیرت النبی کے موضوع پر تقاریر نشر ہوں گے اور شعراء نعتیں پیش کریں گے۔ شام کو سرکاری عمارتوں پر چراغاں کیا جائے گا۔ حکومت نے عوام سے اپیل کی ہے کہ اس متبرک اور عظیم الشان دن کو شایان شان طریقہ سے منائیں اور عمارتوں پر چراغاں کریں اور اوقاف کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ مساجد اور مزاروں پر چراغاں کا اہتمام کریں پاکستان کے تمام بڑے شہروں میں درود و سلام کی محفلیں منعقد کی جائیں گی۔ ان محفلوں میں آنحضور ﷺ کی حیات مقدسہ اور تعلیمات پر علمائے کرام تقاریر کریں گے۔

فقیر اُویسی غفرلہٗ:

فقیر کی اپنی گورنمنٹ سے گزارش ہے کہ جس طرح عید میلاد النبی کے لئے

اہتمام وانتظام کیا جاتا ہے ایسے ہی میلاد والے کے احکام ونظام کے لئے بھی جدوجہد کی جائے تو مجھے یقین ہے کہ پاکستان جس غرض کے لئے معرض وجود میں آیا تھا اس کے تمام پہلو نیم نہار کی طرح روشن وتاباں ہو سکتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ جس طرح پاکستان بناتے وقت کانگریسی مولویوں نے کہا تھا کہ پاکستان کی 'پ' بھی نہیں بننے دیں گے۔ وہ آج بھی پاکستان دشمنی میں اس کی ہر محبوب رو پر شور مچاتے ہیں چنانچہ جب بھی ماہ ولادت ربیع الاول کے چاند طلوع ہونے کے بعد رسول اکرم ﷺ کی تشریف آوری وخالق کائنات کی اس سب سے عظیم واعلیٰ نعمت کی خوشی وشکریہ کے طور پر جشن عید میلاد النبی ﷺ کی تیاری واہتمام کا دنیائے اسلام میں ہر سو چرچا وشہرہ ہوتا ہے۔ دنیائے نجد ودیوبند کی طرف سے اس مقدس تقریب کی مخالفت کی جاتی ہے لیکن الحمدللہ اس کی اہمیت ومقبولیت بڑھتی چلی جارہی ہے قوم نے اس کے خلاف غلط وگمراہ کن فتوؤں کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا ہے اور شرک وبدعت کی ناپاک آوازیں اس جشن مبارک کے ایمان افروز نعروں کی گونج میں دب کر رہ گئیں۔ بلکہ اب تو کچھ عرصہ سے نام وغیرہ کے تھوڑے سے فرق کے ساتھ منکرین میلاد نے بھی اپنے جاہلانہ شرک وبدعت کے مذہبی فتوؤں کے برعکس ماہ ربیع الاول منانا شروع کر دیا ہے حالانکہ پہلے ان حضرات کے نزدیک ربیع الاول کی تخصیص، تاریخ اور دن کا تعین مجلس میں روشنی اور اہتمام ودائی اور یادگار منانا وغیرہ سب کچھ بدعت وناجائز تھا۔ مگر اب انہوں نے محبت مصطفوی کی بناء پر نہیں بلکہ سواداعظم اہل سنت سے رقابت کی بناء پر سب کچھ جائز ٹھہرالیا ہے اور صرف اپنی ناک بچانے کے لئے ''میلاد النبی'' کی بجائے ''سیرۃ النبی'' کا نام تجویز کرلیا ہے۔ بہرحال اس سے اصل مبحث میں کوئی

فرق نہیں پڑتا۔ اور ''سیرۃ النبی'' کے اجلاس سالانہ اجتماعات وتبلیغی کانفرنسوں کو جائز قرار دے کر تقریب میلاد کو بدعت قرار نہیں دیا جاسکتا۔

اہل سنت سے اپیل:

جہاں مختصر طور پر منکر میلاد کے متعلق ہم اتنی بات کہنا چاہتے تھے وہاں قائلین میلاد کے متعلق اس بات پر افسوس کئے بغیر نہیں رہا جاسکتا کہ دیگر اسلامی مذہبی تقاریب (عیدین، شب برات اور نکاح وغیرہ) کی طرح جشن میلاد کو بھی بالعموم ظاہری ورسمی طور پر منایا جاتا ہے اور اس بات کا بہت کم احساس وخیال کیا جاتا ہے کہ جشن عید میلاد ہمارے لئے ایک ''یوم محاسبہ'' ہے جس میں ہمیں اس بات پر اپنا مکمل محاسبہ کرنا چاہئے کہ جس مقدس رسول ﷺ کے ہم نام لیوا ہیں جس کی تشریف آوری کی خوشی میں ہم اس قدر اہتمام کرتے ہیں اور ان کے نام پاک کے لئے اپنا وقت و دولت قربان کرتے ہیں انہوں نے ناقابل برداشت سختیوں، مصیبتوں، اور مشکلوں کے باوجود جس مقدس اسلام کو پیش فرمایا تھا۔ ہم اس اسلام اور اس کے فرمائے ہوئے احکام پر کہاں تک عمل پیرا ہیں؟ اور اس کی خدمت، تبلیغ اور حفاظت کے لئے ہماری کوششوں کا حدود اربعہ کیا ہے؟ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ سرکاری وغیر سرکاری طور پر دھوم دھام سے عید میلاد پاک منانے کے باوجود بہت سے لوگ عملی لحاظ سے احکام اسلام وپیغمبر اسلام ﷺ کے ارشادات کی خلاف ورزی اور بدعات وفسق وفجور میں مبتلا رہتے ہیں۔ حالانکہ رسول پاک ﷺ کی محبت وعقیدت کا یہ اہم تقاضہ ہے کہ آپ کے ارشادات کا احترام کیا جائے اور آپ کی شریعت وسنت کو اپنایا جائے اور

زندگی کے ہر شعبہ میں آپ سے رہنمائی حاصل کر کے اس پر عمل کیا جائے۔

سُنیو !:

ایک طرف عشق ومحبت کے نعرے شان وشوکت کے مظاہرے اور اس قدر دھوم دھامی پروگرام اور دوسری طرف غیر اسلامی نظام وآئین۔ اور خلاف سنت تہذیب ومعاشرہ، فرنگیانہ صورت وسیرت اور ہندوانہ و یہودانہ رسوم ورواج کس درجہ حیرت وتعجب کا باعث اور اصول ودیانت کے خلاف ہیں؟

کیا یہ دورنگی روش، دوغلی پالیسی، قول وفعل میں تضاد، زبان وعمل کا افتراق، ظاہراً حضور کا نام اور عملاً انگریز کی غلامی رسول پاک ﷺ کی خوشنودی کا موجب اور ایک مسلمان کے شایان شان ہو سکتی ہے؟

خلاف ہی خلاف:

اس سلسلہ میں یہ بات مزید دکھ اور تشویش کا باعث ہوتی ہے کہ بے شمار محافل میلاد وسیرت کے اجلاس میں عموماً زبانی طور پر نعت خوانی وحضور پاک ﷺ کے فضائل پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اور آپ کی سیرت وامت کے اصلاح اور لوگوں کی بے راہ روی اور ترک نماز وجماعت، داڑھی منڈوانے، کٹانے سینما دیکھنے، گانے بجانے، تصاویر اور عورتوں کی آزادی وبے پردگی، سود اور رشوت خوری وغیرہ، جرائم و متعدی برائیوں کو موثر طور پر کم زیر بحث لایا جاتا ہے بلکہ متعدد جگہ ان گناہوں میں ملوث لوگ اپنی دولت واقتدار کی بناء پر انگریزی لباس وشکل وصورت میں محافل میلاد و

وسیرت کے اجلاس میں نعتیں پڑھتے، تقریریں کرتے اور صدارتیں فرماتے نظر آتے ہیں۔ اور اس طرح اصلاح کی بجائے الٹا کئی غلط اثرات مرتب ہوتے ہیں اور تبلیغ کے پاکیزہ اثرات ودین محمدی کی جامعیت کا پوری طرح مظاہرہ نہیں ہوتا۔

گندی رسوم:

بعض جگہ اس موقع پر زیبائش وروشنی کا مقابلہ کرایا جاتا ہے اور انعامات کا لالچ دیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ ایک دنیاوی قسم کی رسم ہے۔ اور اس میں خلوص ومحبت کی بجائے آپس میں رقابت، ریا ونمود اور ہوس ولالچ کا جذبہ ابھرتا ہے۔ بعض مجالس میلاد میں طبلہ وسارنگی اور مزامیر اور تالی بجانے کا شغل فرمایا جاتا ہے اور کئی نادان عید میلاد کے پاکیزہ جلوس میں بینڈ باجہ اور چمٹے وغیرہ خرافات کے ساتھ شریک ہوتے ہیں اور ریکارڈنگ کرتے ہیں حالانکہ یہ باتیں اسلامی مزاج کے خلاف ہیں۔ اور ذکر ولادت کے ساتھ ان کا استعمال نہایت قبیح وسخت جرم ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔

امرنی ربی بحق المعازف والمزامیر

یعنی میرے رب نے مجھے ہاتھ اور منہ سے بجائے جانے والوں باجوں کو مٹانے کا حکم فرمایا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف)

اس کے باوجود حضور نبی پاک ﷺ کے مقدس نام وذکر پاک کے ساتھ ان کا استعمال کس قدر جرأت وناداتی ہے۔ ان باتوں سے تو ویسے ہی اجتناب کرنا چاہیے چہ جائیکہ عید میلاد پاک کے سلسلہ میں ان کا استعمال ہو۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

فوٹو بازی:

جہاں تک تصویر کی لعنت کا تعلق ہے عید میلاد کے نام سے اس کا بھی ایک عام سلسلہ چل نکلا ہے اور اس سلسلہ میں مغرب زدہ افراد درکنار کئی نام نہاد علماء و پیر بھی کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے حالانکہ ان کی تصاویر دیکھ کر لوگ اور زیادہ گمراہ ہوتے اور ان تصاویر کو اس لعنت کے جواز کے لئے کافی سمجھتے ہیں۔

زیبائش آرائش:

محافل میلاد میں روشنی اور جلوس کی گزرگاہوں کی آرائش۔ حضور نبی پاک ﷺ کی محبت و تعظیم کے مقصد کے تحت ایک مستحسن چیز ہے۔ لیکن اعتدال و توازن کو نظر انداز کر کے محض روشنی برائے روشنی کے طور پر عجوبہ کاری جدت طرازی اور کاریگری و فنکاری کو مقصود و مطمع نظر بنا لینا اسے ایک ''میلہ و نمائش'' کی صورت دینا پھر رات کو عورتوں کا اس کو دیکھتے پھرنا اور مردوں کے ساتھ غلط ملط ہونا اس طرح پسندیدہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ لہٰذا بحکم خیر الامور اوسطھا اور روشنی کے باوجود ایک باوقار سادگی کا مظاہرہ ہونا چاہئے اور عورتوں کو گھروں سے نکلنے اور اس طرح گھومنے پھرنے سے باز رکھنا چاہئے تا کہ کسی خلاف شرع و غیر اخلاقی چیز کا مظاہرہ نہ ہو۔

کعبہ شریف اور گنبد خضریٰ کا ماڈل:

مذکورہ قابل اصلاح باتوں کے علاوہ بعض مقامات پر ''تعزیہ'' کی طرح مجسم طور پر عمارتی انداز میں روضہ مبارک و کعبہ مقدسہ کا ماڈل بنایا جاتا ہے جس میں کثیر

اخراجات کے علاوہ جہاں اس قسم کی مستقل عمارات بننے کا اندیشہ اور بالکل ''تعزیہ'' کی شکل اختیار کرنے کا خطرہ ہے وہاں جہلا کی طرف سے نقل مطابق اصل افعال اور حد سے تجاوز اور شدید مبالغہ کا بھی امکان ہے اور ویسے بھی اس سے روضہ مبارکہ و کعبہ مقدسہ کی انفرادی شان متاثر ہو سکتی ہے اس لئے برادران اہل سنت کو چاہئے کہ وہ ان امور پر غور کر کے اس سلسلہ میں احتیاط کریں۔ اور اعتدال و توازن کے ساتھ یہ مقدس تقریب منانے کے علاوہ جذبہ اطاعت و اتباع سنت زیادہ سے زیادہ بیدار کریں اور مذکورہ باتوں میں ضرورت سے زائد کثیر اخراجات کی بجائے زائد رقم اسلام کی خدمت، اہل سنت کی تبلیغ و اشاعت اور اپنے نادار بھائیوں کی امداد کے لئے صرف کریں۔

فقط والسلام

فقیر محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

......اختتام......